شیعہ

قرآن کی روشنی میں

تصنیف: علامہ صادق مہدی الحسینی

ترجمہ

حجۃ الاسلام عالیجناب مولانا مظفر سلطان ترابی صاحب قبلہ

صدر الافاضل ایم۔ اے (فارسی وعربی واردو) امام جمعہ وجماعت و

لکچرر گورنمنٹ کالج مرادآباد (یو۔پی) (ہند)

ناشر

اہل البیت پبلیکیشنز مغلپورہ اول مرادآباد ۲۴۴۰۰۱ (یو۔پی) انڈیا

فہرست مضامین

عرضِ مترجم

حق و باطل کے درمیان آویزش ابتدائے آفرینش سے ہی برابر چلی آرہی ہے۔ تاریخِ انسانی کے ہر دور میں باطل مسلسل حق کے اوپر یورش کرتا چلا آیا ہے اور حق نے ہمیشہ دفاعی روش اختیار کرتے ہوئے صرف حفاظتِ خوداختیاری کی کوشش کی ہے۔ اور اسی دفاعی مقصد کے پیشِ نظر حفاظتِ خوداختیاری کی غرض سے دینِ حق "مذہبِ اسلام" نے اپنے پیروؤں کو اتحاد و اتفاق کا درس اور یک جہتی و ہم آہنگی کا پیغام دیتے ہوئے "جسدِ واحد" اور "امتِ واحدہ" کی شکل میں باطل کے سامنے ایک متحدہ طاقت بن کر اسلام دشمنوں کے مدِ مقابل ایک متحدہ محاذ قائم کر لینے کی تلقین کی ہے اور اسی اتحاد کی برکت سے آپسی اتفاق کی بدولت اُمتِ مسلمہ اور ملتِ اسلامیہ تمام دشمنانِ اسلام کے مقابلے میں ہمیشہ کامیاب و کامران اور ساری دنیا میں سرفراز و سربلند رہی ہے مگر افسوس کہ آج وہی "ملتِ متحدہ" اور "امتِ واحدہ" مختلف فرقوں اور جماعتوں اور مسلکوں میں منقسم ہو کر انتہائی شرمناک انتشار و انفجار اور بے حد عبرتناک اختلاف و افتراق

کاشتکار ہوگئی ہے جبکہ آج مسلمانوں کی صفوں میں جس قدر ہم آہنگی و وابستگی کی سخت ضرورت ہے شاید اتنی کبھی نہ رہی ہوگی یہی وجہ ہے کہ اگرچہ دینِ اسلام اور پرچمِ اسلام آج بھی ہر طرف اتنا ہی سربلند ہے جتنا کل تھا۔ مگر اہلِ اسلام ہر جگہ ذلیل و خوار اور سرنگوں ہیں۔

آج مغرب ہو کہ مشرق، اور یورپ ہو کہ ایشیا، ہر جگہ ہر سطح اور ہر محاذ پر اسلام دشمن طاقتیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف متحدہ طور پر صف آرا ہوگئی ہیں اور ہر طرف سے اسلام اور اہلِ اسلام پر مسلسل یورش و یلغار کر رہی ہیں۔ ایسی حالت میں آج مسلمانانِ عالم کی صفوں میں اتحاد و اتفاق وقت کی سخت ترین ضرورت بھی ہے، حالات کا اہم ترین تقاضا بھی، اور اسلام کا پُرزور مطالبہ بھی۔

مگر؟ یہ ایک تلخ اور ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ اسلام اور اہلِ اسلام کو جتنا صدمہ "مفاد پرست اپنوں" سے پہنچا ہے اُتنا "شر پسند غیروں" سے نہیں پہنچا ہے اور جیسا نقصان "نادان دوستوں" سے ہوا ہے ویسا "دانا دشمنوں" کے ہاتھوں نہیں ہوا ہے۔ یہ اُمّتِ مُسلمہ اور ملّتِ اسلامیہ کا

المیہ ہے کہ اس کے مفاد پرست افراد اور مصلحت پسند عناصر نے ہمیشہ اسلام دشمن طاقتوں کا آلۂ کار بن کر دینِ اسلام کی بیخ کنی اور اہلِ اسلام کی سوداگری کی ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ اُمّتِ مسلمہ اور ملّتِ اسلامیہ میں موجود حق پوش و مصلحت کوش اور ملّت فروش منافق شخصیتوں نے اپنی منافقانہ ذہنیت کے زیرِ اثر اپنی مکّارانہ طینت اور عیّارانہ فطرت کو بروئے کار لا کر ہمیشہ اسلام کے قلعہ میں شگاف ڈالنے کی مذموم کوشش کی ہے اور اہلِ اسلام کی صفوں میں خلیج پیدا کرنے کی ناپاک سازش رچی ہے۔ انھوں نے مسلمانوں کے فروعی اور نظریاتی اختلافات کو افہام و تفہیم کے ذریعہ دور کر کے ان کے باہمی نزاع کو ختم کرنے کے بجائے ان کے ضمنی و جزوی اختلافات کو ہوا دیکر انہیں نفرت کے تباہ کن طوفانوں میں تبدیل کر کے دانستہ و نادانستہ دونوں طرح سے اسلام اور اہلِ اسلام کی عزّت و عظمت اور وقار و شعار کو مجروح کیا ہے۔

ان مفاد پرستوں نے اسلام و اہلِ اسلام سے غدّاری اور دشمنانِ اسلام سے وفاداری کر کے جماعتِ مسلمین کی آپسی غلط فہمیوں کو بڑھا کر باہمی بدگوئیوں اور بدگمانیوں کی حد تک پہنچا دیا ہے۔

یوں تو آج تہتر ۷۳ فرقوں میں منقسم ملتِ اسلامیہ اور امتِ مسلمہ کے تمام ہی فرقے ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہو کر ایک دوسرے کے خلاف عقائد کی جنگ میں تقریری و تحریری اسلحوں کے ذریعے زبانی و عملی طور پر مصروفِ کار و محوِ کارزار ہیں اور سب نے زبردست زہرناک و نفرت انگیز تحریک زوردار شرربار و کینہ توز مہم چھیڑ رکھی ہے مگر خاص طور پر مسلکِ تشیُّع اور اہلِ تشیُّع کے خلاف مسلمانوں کے تمام ہی فرقوں نے ایکساتھ ملکر جسطرح سے ہر محاذ پر پروپگینڈہ تحریک چلا رکھی ہے وہ بالکل ویسی ہی ہے جیسی آج اسلام اور اہل اسلام کے خلاف دنیا کی تمام باطل طاقتوں اور طاغوتی قوتوں نے ہر محاذ پر پروپگینڈہ مہم چھیڑ رکھی ہے۔ اس کے تحت نہ صرف یہ کہ شیعوں کے خلاف پیدا شدہ غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی جاتی بلکہ اس سلسلے میں یا تو پُراسرار مُجرمانہ خاموشی اختیار کر کے حقائق کی پردہ پوشی کی جاتی ہے یا پھر جارحانہ طور پر کچھ نادیدہ و مفروضہ واقعات اور غیر حقیقی من گڑھت باتوں کی آمیزش کے ذریعہ اُن غلط فہمیوں میں مزید اضافہ کر کے ایسی خلش و چپقلش اور اختلافات کی خلیج کو اور وسیع کر کے اپنے مذموم مفادات کو حاصل کرنے کی سعیٔ نامحمود

اور کدو کاوش نا مسعود کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ تعصب کی شدت پسندی بلکہ انتہا پسندی کی تمام حدوں کو توڑ کر شیعوں کو کافر و مشرک اور رافضی و بدعتی جیسے نفرت انگیز ناموں سے موسوم کر کے مطعون کیا جاتا ہے۔

حالانکہ مسلمانوں کے دوسرے تمام فرقوں سے قطع نظر یا اُن کے مقابلے میں اگر تعصّب کی عینک آنکھوں سے ہٹا کر کوئی وسیع القلب و وسیع الذہن اور وسیع النظر انصاف پسند شخص غیر جانبدارانہ طور پر آیات و روایات اور تاریخ و احادیث کی روشنی میں غور کرے تو وہ بآسانی اس نتیجے پر پہنچ جائے گا کہ حقیقی مذہب اسلام اور اصل دینِ الٰہی دراصل مسلکِ تشیُّع ہی کا دوسرا اور اصطلاحی نام ہے یعنی اُمّتِ محمّدیہ اور شریعتِ الٰہیہ جس کا ابتدائی نام ملّتِ ابراہیمی اور سُنّتِ ابراہیمی ہے وہ درحقیقت مسلک تشیُّع ہی ہے جس کا واضح اعلان کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا ہے کہ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرَاهِيْمَ (سورۂ صٰفّٰت آیت ۸۳) یعنی اور ابراہیم بیشک اُن (نوحؑ) کے شیعوں میں سے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مذہب و

مسلک شیعیت ہی تھا جو حضرت نوح علیہ السلام سے منسوب و متعلق تھا۔

اسی طرح حضرت کلیم اللہ جناب موسیٰ علیہ السلام کے واقعے کا ذکر کرتے ہوئے قرآنِ مجید میں ارشادِ ربّانی ہے کہ ــــ هٰذَا مِنْ شِيعَتِهِ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ (سورہ قصص آیت ۱۵) یعنی اُن میں سے ایک اُن (موسیٰؑ) کے شیعوں میں سے تھا اور ایک اُن (موسیٰؑ) کے دشمنوں میں سے تھا۔

اِن دونوں آیتوں سے یہ بات بخوبی واضح بلکہ ثابت ہو جاتی ہے کہ قرآنِ کریم نے شیعہ ہمیشہ انبیاءؑ کے دوستوں اور پیروؤں کو ہی کہا ہے جب کہ غیر شیعہ انبیاءؑ کے دشمن ہوں یا جو کچھ بھی ہوں کسی بھی صورت میں دوست تو بہر حال ہرگز نہیں ہو سکتے یا یوں کہا جائے کہ شیعہ انبیاءؑ کے دوستوں اور پیروؤں کا نام ہے اور غیر شیعہ انبیاءؑ کے دشمنوں اور مخالفوں کا گروہ ہے۔

پیشِ نظر کتاب **"شیعہ قرآن کی روشنی میں"** اسی "معتوبِ مسلمانان" شیعیت کے موضوع پر جہانِ اسلام خصوصاً عالمِ تشیّع و دُنیائے شیعیت کی مایۂ ناز شخصیت، عالمِ جلیل و فاضلِ نبیل محقّقِ بے عدیل و مفکّرِ بے مثیل حضرت علامہ

صادق مہدی الحسینی کی عدیم النظیر عربی تالیف "شیعہ فی القرآن" کا اردو ترجمہ ہے جس میں فاضل مؤلف نے قرآنِ مجید کی صرف اُن آیات اور اُن سے متعلق روایات وواقعات کو مسلکِ اہلسنّت کی اُن کتب تفاسیر سے یکجا کرکے جمع کیا ہے جن کے بارے میں اہلسنّت کے بزرگ ومعتبر مفسرین نے کہا ہے کہ یہ آیات علیؑ وشیعانِ علیؑ کی شان اور اہلبیت و محبانِ اہلبیتؑ کی مدح میں نازل ہوئی ہیں۔ یہ فاضل محقق کا وہ بےمثال اور قابلِ صد افتخار کارنامہ ہے جس پر بجا طور پر فخر کیا جا سکتا ہے

اس کتاب کے مطالعے سے بخوبی و بآسانی اس نتیجے پر پہونچا جا سکتا ہے کہ یقیناً مسلکِ تشیّع ہی وہ مذہب حق اور دینِ برحق ہے جو ذریعۂ فلاح اور وسیلۂ نجات ہے اور اہلِ تشیّع ہی فلاح یافتہ ونجات رسیدہ ہیں۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اِتَّبَعَ الْھُدٰی

گدائے درِ اہلبیت:

مُظفّر سُلطان تُرابی

صدر الافاضل ایم۔اے (فارسی وعربی واردو) امام جمعہ وجماعت

ولیکچرر گورنمنٹ کالج مراد آباد۔ ۱۴۰۱ھ (یو۔پی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُقدّمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَ
وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْخَلْقِ اَجْمَعِیْنَ ۝ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی
وَعِتْرَتِہِ الطَّاھِرِیْنَ وَعَلٰی شِیْعَتِھِمُ الَّذِیْنَ اَثْنٰی
عَلَیْھِمُ الْقُرْاٰنُ الْحَکِیْمُ ۝

یہ قرآنِ کریم و کتابِ عظیم اور ذکرِ حکیم کی وہ آیاتِ بینات ہیں جن کی تفسیر و تاویل اور تنزیل و تطبیق شیعانِ جناب امیر المومنین حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت و فضیلت میں وارد ہوئی ہیں۔ اور میں نے انھیں علمائے شیعہ کے بجائے علمائے عامہ کی تفسیر و حدیث اور تاریخ کی کتابوں سے جمع کیا ہے اور اس کوشش و کاوش اور جد و جہد کے لئے مجھے دو باتوں نے آمادہ کیا۔

(اوّل) تاکہ یہ میرے لئے بارگاہِ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں وثیقۂ محبّت، سندِ ولایت اور پروانۂ مودّت بن جائے۔ جن کی محبّت و مودّت

کے طفیل میں ہی نیک اعمال شرفِ قبولیت سے سرفراز ہو سکیں گے اور طاعات و عبادات انھیں کی الفت و ولایت کے وسیلے سے خدائے جلّ شانہٗ کی بارگاہِ عظیم تک رسائی حاصل کر سکینگی

(دوم) تاکہ یہ حسب کے گوش گذار کی جائے اس کیلئے منارۂ صداقت اور ذریعۂ ہدایت ہو جائے اور وہ ان صاحبانِ ایمان اور بندگانِ رحمٰن کی عظمت و جلالت کا گواہ بن جائے جنکی تعریف و توصیف پروردگارِ عالم نے قرآنِ کریم میں فرمائی ہے اور جنھیں بشارت دی ہے جیسا کہ ارشادِ ربّ العزّت ہے کہ

فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (سورۃ زمر آیت ۱۷-۱۸)

(یعنی اے رسول تم میرے ان خاص بندوں کو بشارت و خوش خبری دیدو جو بات کو غور سے سنتے ہیں اور پھر ان میں سے اچھی باتوں کی پیروی کرتے ہیں۔ وہی وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت فرمائی ہے اور وہی لوگ صاحبانِ عقل ہیں)

قبل اس کے کہ میں ان آیاتِ کریمہ کا ذکر شروع کروں، چند امور کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

(اوّل) یہ کہ میں نے اکثر آیات کی تفسیریں مندرجہ ذیل تین مصادر سے اخذ کی ہیں :-

(۱) شَوَاهِدُ التَّنْزِيْلْ

تالیف علّامہ حافظ الحاکم الحسکانی الحنفی

(۲) يَنَابِيْعُ الْمَوَدَّة

تالیف علامہ حافظ القُنْدُوزِی الحَنَفی

(۳) غَايَةُ الْمَرَامْ

تالیف علّامہ السّید ہاشم البحرانی

ان کے علاوہ اور باقی آیات کی تفسیریں میں نے بہت سے دوسرے مصادر سے لی ہیں جن کا ذکر میں نے آیات اور انکی تفسیروں کا ذکر کرتے وقت کر دیا ہے۔

(دوم) اس کتاب کی تالیف کے وقت میرے پاس مصادر کی قلّت اور مآخذ کی کمی میرے لئے جمع کردہ آیات کی قلّت کا سبب بن گئی حالانکہ مجھے یقین ہے کہ میری جمع کردہ آیات کے علاوہ بھی بہت سے دوسرے مصادر میں زیر بحث موضوع سے متعلق مزید کافی آیتیں صاحبانِ تحقیق اور اہلِ قلم کو دعوتِ فکر و نظر دے رہی ہیں۔

(سوم) میں نے ان آیات کا ذکر عمداً ترک کر دیا ہے جن کی تفسیر میں شیعہ کتب تفاسیر واحادیث وتواریخ میں شیعہ علماء تفسیر وحدیث وتاریخ سے مخصوص ومتعلق ہیں تاکہ یہ کتاب قوی ترین حجت اور مستحکم ترین دلیل ثابت ہو سکے۔

(چہارم) میں اس شخص سے امید وار وخواستگار ہوں جو توفیقِ الٰہی سے سرفراز اور جذبۂ ولایت ومودّت سے سرشار ہو کر سامنے آئے اور اس کتاب کی تکمیل کیلئے اس سلسلے کو اور آگے بڑھاتے ہوئے اسمیں ان باقی تمام آیتوں کا اضافہ کرے جنھیں میں ذکر نہ کر سکا ہوں تاکہ اس کی اہمیت وافادیت میں اور اضافہ ہو اور اس میں زیادہ سے زیادہ اثر وتاثیر پیدا ہو جس سے یہ مزید سودمند ونفع بخش ثابت ہو۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ

كَرْبَلَاء الْمُقَدَّسَة

صَادِق الْحُسَيْنِي الشِّيْرَازِي

سورۂ فاتحہ (اس میں ایک آیت ہے)

۱۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ (آیت ۶)
(یعنی پالنے والے تو ہمیں ان لوگوں کے راستے کی ہدایت فرما جن پر تو نے اپنی نعمتیں نازل کی ہیں)
حافظ حاکم الحسکانی الحنفی نے "شَوَاهِدُ التَّنْزِیْل" میں اپنی سندوں کے ساتھ روایت کی ہے کہ عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم نے اپنے باپ سے خدائے تعالےٰ کے قول۔ "صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ" کے متعلق بیان کیا ہے کہ انھوں نے کہا کہ اس آیۂ مبارکہ سے مراد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھی اور حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ اور ان کے شیعہ ہیں (شواہد التنزیل جلد ۱ صفحہ ۶۶)

سورۂ بقرہ (اس میں تین آیتیں ہیں)

۱۔ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ۝ (آیت ۲، ۳)
(یعنی یہ وہ کتاب ہے جس کے کتابِ خدا ہونے میں

کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ یقیناً یہ خدا کی بارگاہ سے ہی نازل ہوئی ہے۔ اور متقیوں کیلئے نورِ ہدایت ہے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں)

حافظ حاکم الحسکانی الحنفی نے "شواھد التنزیل" میں اپنی سندوں کے ساتھ عبداللہ ابن عباس سے خدائے عزّ وجلّ کے قول "ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ" کے بارے میں روایت کی ہے کہ اسمیں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ کتاب خدا کی بارگاہ سے نازل ہوئی ہے اور ہدایت یعنی نور اور روشنی ہے۔

"لِلْمُتَّقِيْنَ" سے مراد حضرت علی ابن ابی طالبؑ ہیں جنھوں نے ایک پل کے لئے بھی خدا کو نہیں چھوڑا۔ اور جو کفر و شرک کی نجاست سے پاک ترین اور عبادتِ اصنام و اوثان کی خباثت سے پاکیزہ ترین اور خدا کی طاعت و اطاعت میں مخلص ترین بندے ہیں۔ وہ اور ان کے شیعہ بغیر حساب کتاب کے جنّت میں بھیجے جائیں گے۔ (شواہد التنزیل جلد ۱ صفحہ ۶۷)

اور حافظ قندوزی الحنفی نے "ینابیع المودّۃ" میں اپنی مذکورہ سندوں کے ساتھ جابر بن عبداللہ انصاری سے حضرت نبی کریمؐ کی ایک طویل حدیث کے سلسلے میں روایت

کی ہے جس میں حضورؐ نے اپنے اوصیاء ائمہ اثنا عشر (بارہ اماموں)
کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:
مبارک بشارت ہو مومنین متقین کے لئے ان کی محبت
پر یعنی ائمہ اثنا عشر (بارہ اماموں) کی محبت کے اجر پر۔
یہی وہ لوگ ہیں جن کی تعریف و توصیف خدا نے اپنی کتاب
قرآن مجید میں کی ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ:
"ھُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ ——
آخر حدیث تک۔ (ینابیع المودۃ صفحہ ۲۴۳)
۲۔ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ (آیت ۵)
(یعنی یہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں
اور یہی لوگ فلاح یافتہ و مراد رسیدہ ہیں)
حافظ حاکم الحسکانی الحنفی نے "شواہد التنزیل" میں
ابوبکر مصری سے اپنی سندوں کے ساتھ عیسیٰ ابن عبداللہ ابن محمد
ابن عمر ابن علی سے انھوں نے اپنے والد بزرگوار سے انھوں نے اپنے
جد محترم سے اور انھوں نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ سے روایت
کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سلمان فارسی نے بیان کیا کہ اے ابوالحسن

جب بھی کبھی آپ اور میں (ہم دونوں) خدمتِ رسالتمآبؐ میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا " اے سلمان! یہ (علیؑ) اور اسکی جماعت قیامت کے دن فلاح یافتہ ہے"۔

(شواہد التنزیل جلد ۱ صفحہ ۶۹)

۳۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً ٥

(آیت ۲۰۸)

(یعنی اے ایمان والو! تم سب کے ساتھ ایک ساتھ اسلام میں پوری طرح دل سے داخل ہو جاؤ)

علامہ بحرانی نے بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ اصفہانی اموی (یعنی ابو الفرج اصفہانی مشہور و معروف ہو گئے) نے اس آیۂ کریمہ کے بارے میں متعدد طریقوں اور مختلف سلسلوں کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ " وِلَایَتُنَا اَهْلُ الْبَیْتِ " (یعنی اس سے مراد ہم اہلبیت کی محبت و ولایت ہے) — (غایۃ المرام صفحہ ۱۲۳)

قولِ مولف: میں کہتا ہوں کہ اہلبیت اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام کی محبت و ولایت کا اقرار کرنے والے اہلِ مودت شیعہ ہی ہیں۔

اور اس پر قائم رہتے ہوئے اسلام میں داخل ہونے والے بھی

شیعہ ہی ہیں پس شیعہ ہی اس آیۂ کریمہ میں شامل اور شریک ہیں۔

سورۂ آلِ عمران (اس میں چار آیتیں ہیں)

۱۔ وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ يَدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥ (آیت ۱۰۴)

(یعنی اور تم میں سے ایک جماعت ایسے لوگوں کی بھی ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں۔ اور وہی لوگ فلاح یافتہ اور مراد رسیدہ ہیں)

حافظ حاکم الحسکانی الحنفی نے شواھد التنزیل میں کہا ہے کہ ہمیں محمد ابن علی ابن محمد المقری نے اپنی سندوں کے ساتھ سلمان فارسی سے خبر دی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں حضرت رسول مقبولؐ کے ساتھ حضرت علیؑ کے پاس پہونچا تو حضور نے مجھے حضرت علیؑ کے بارے میں اطلاع دی کہ اے سلمان! یہ (علیؑ) اور اس کی جماعت فلاح یافتہ و مراد رسیدہ ہے۔

(شواہد التنزیل جلد ۱ صفحہ ۹۸)

۲- وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِيْنَ ۝ (آیت ۱۴۱)

(یعنی اور تاکہ خداوندِ عالم ایمانداروں کو ان کی ثابت قدمی کی وجہ سے الگ کر دے اور نافرمانوں کو ملیا میٹ کر دے)

علامہ محمد بن ابراہیم الحموینی الشافعی نے اپنی مذکورہ سندوں کے ساتھ بیان کرتے ہوئے سعید ابن جبیر سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ انھوں نے خبر دی ہے کہ فرمایا رسولِ خدا نے کہ بے شک "علی ابن ابی طالب میری اُمت کے امام ہیں اور میرے بعد اس پر میرے خلیفہ ہیں" اور انھیں کی اولاد میں سے "حجۃ القائم" مہدیٔ منتظر ہونگے جن کے ذریعہ خداوندِ کریم زمین کو عدل و انصاف سے اُسی طرح بھر دیگا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہو گی۔"

پھر ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اُس خدائے بزرگ و برتر کی جس نے مجھے رسولِ برحق اور بشیر و نذیر بنا کر مبعوث کیا۔ اس (مہدی موعود) کی غیبت کے زمانے میں اس کی امامت کی بات کو باطل سمجھ کر اس کا مذاق اڑانے والے چمکتے ہوئے سونے یعنی دوپہر کے سورج اور روزِ روشن کی طرح سب پر بالکل ظاہر

اور عیاں ہیں۔

پس جناب جابر ابن عبداللہ انصاری کھڑے ہوئے اور انھوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا آپ کی اولاد میں سے (امام) قائم کے لئے غیبت ہے؟

تو آپ نے فرمایا کہ ہاں بے شک قسم ہے میرے رب کی "لِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ٥" (یعنی تاکہ خداوندِ عالم ایمانداروں کو ان کی ثابت قدمی کی وجہ سے الگ کر دے اور نافرمانوں کو ملیامیٹ کر دے)

اے جابر! بے شک یہ امر الٰہی ہے اور یہ رازِ خداوندی ہے۔ ایک ایسا راز جس کا سرچشمہ اس کے بندوں سے پوشیدہ ہے پس اے جابر! خبردار تم ہرگز اس میں شک نہ کرنا کیونکہ امرِ الٰہی میں شک کرنا کفر ہے ——— (فرائد السمطین آخر جلد ۲)

اور دوسرے جن لوگوں نے اس کو بیان کیا ہے ان میں سے ابنِ خلدون نے بھی اپنے مقدمے میں لکھا ہے۔

(مقدمہ ابنِ خلدون صفحہ ۹۶۹)

اور علامہ ابن حجر الہیثمی الشافعی نے بھی "مجمع الفوائد" میں تحریر کیا ہے ——— (مجمع الفوائد جلد ۷ صفحہ ۳۱۸)

اور ان دونوں کے علاوہ اور دوسرے لوگوں نے بھی اپنی اپنی تصانیف میں اس حدیث کو جگہ دی ہے۔

قولِ مولّف: میں کہتا ہوں کہ نبی کریمؐ کے اس قول سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ آیۂ مذکور میں "اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" سے مراد وہ شیعہ ہی ہیں جو تمام ائمہ اثنا عشر (بارہ اماموں) کی امامت پر ثابت قدم اور ان میں سے امام آخر اور حجتِ قائم عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ کی امامت کے اُن کی غیبت میں بھی قائل اور معتقد ہیں۔

۳۔ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ (آیت ۱۹۸)

(یعنی اور جو اجر عظیم خدا کے یہاں نیکو کار بندوں کے لئے ہے (وہ اس دنیا سے کہیں بہتر ہے)

حافظ حاکم الحسکانی الحنفی نے "شواھد التنزیل" میں ابی السّمر عیاشی سے اپنی سندوں کے ساتھ، انھوں نے اصبغ بن نباتہ سے اور انھوں نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے خداوند کریم کے قول "ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ" کے بارے میں فرمایا کہ رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا کہ "(یا علیؑ) اَنْتَ الثَّوَابُ وَ شِیْعَتُکَ الْاَبْرَارُ" یعنی اے علی تم ثواب ہو اور تمہارے

شیعہ ابرار (نیکوکار) ہیں۔ (شواہد التنزیل جلد ۱ صفحہ ۱۳۸)

۴۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (آیت ۲)

(یعنی اے ایماندارو (دین کی تکلیفوں پر) صبر کرو اور دوسروں کو صبر کی تلقین کرو اور جہاد کیلئے کمریں کس لو اور خدا سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاجاؤ اور اپنی دلی مراد کو پہنچو)

حافظ قندوزی الحنفی نے "ینابیع المودة" میں سورہ آل عمران میں اللہ تعالیٰ کے قول "یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا" کے بارے میں حضرت امام محمد باقر سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ "اِصْبِرُوْا عَلٰی اَدَاءِ الْفَرَائِضِ وَصَابِرُوْا عَلٰی اَذِیَّةِ عَدُوِّكُمْ وَرَابِطُوْا اِمَامَكُمُ الْمَهْدِیَّ الْمُنْتَظَرَ"

(ینابیع المودة صفحہ ۵۰۶)

(یعنی صبر و ضبط سے کام لو فرض کی ادائیگی میں اور برداشت و تحمل کا مظاہرہ کرو اپنے دشمنوں کی ایذارسانی پر اور تمسک و تعلق اختیار کرو اپنے امام حضرت مہدی منتظر سے)

قولِ مولف: میں کہتا ہوں کہ یہ آیہ مبارکہ ان شیعوں سے

مخصوص و متعلق ہے جو حضرت امام مہدی منتظر کی امامت کے قائل و معتقد ہیں۔ اسی لئے ہم نے اس کو اس کتاب میں ذکر کیا ہے اور "عَدُوٌّ لَّکُمْ" سے مراد و مقصود وہ لوگ ہیں جو آپ کی اِمامت کے مُقِرّ و معتقد نہیں ہیں اور آپ کی امامت پر ایمان و اعتقاد رکھنے والوں کا مذاق اُڑاتے ہیں۔

سورۂ نساء (اس میں ایک آیت ہے)

ا۔ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ۝ (آیت ۶۴)

(یعنی پس اگر وہ خدا سے معافی مانگتے اور رسول بھی انکی مغفرت چاہتے تو بیشک وہ خدا کو بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے)

شیخ محمودی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ہم کو ابو البرکات الانماطی نے اپنی مذکورہ سندوں کے ساتھ جابر بن عبد اللہ انصاری سے خبر دی ہے اور انھوں نے حضرت پیغمبر خدا سے روایت کی ہے کہ آپ نے اپنی ایک حدیث میں فرمایا کہ "اِنَّ اللّٰهَ عَلَّمَنِيْ اَسْمَاءَ اُمَّتِيْ كُلَّهَا كَمَا عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا وَمَثَّلَ لِيْ اُمَّتِيْ

فِی الطِّیْنِ، فَمَرَّ بِیْ اَصْحَابُ الرَّایَاتِ وَ اِسْتَغْفَرْتُ لِعَلِیٍّ وَ شِیْعَتِہٖ"

(یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے میری پوری اُمت کے نام تعلیم فرمائے جس طرح حضرت آدمؑ کو تمام نام تعلیم فرمائے تھے اور میرے سامنے میری امت اپنی اصل طینت میں تھی پس میرے سامنے صاحبانِ رایت و پرچم و علم گزرے تو میں نے علیؑ اور ان کے شیعوں کیلئے دعائے مغفرت کی)

(حاشیہ شواہد التنزیل جلد ا صفحہ ۳۷۹ بحوالہ تاریخ دمشق از ابنِ عساکر جلد ۲ صفحہ ۵۲)

قولِ مولف: میں کہتا ہوں کہ حضرت رسول اللہ صلعم کے قول "وَ مَثَّلَ لِیْ اُمَّتِیْ فِی الطِّیْنِ" سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی اصل طینت میں تھے یعنی خداوندِ عالم قیامت کے دن میری امت کے تمام لوگوں کو اس حال میں دکھائے گا کہ وہ اپنی اس اصل طینت میں ہوں گے جس میں وہ پیدا کئے گئے ہیں۔

اور رسولِ اکرمؐ کا قول "اَصْحَابُ الرَّایَاتِ" اشارہ ہے ان متعدد احادیثِ شریفہ کی طرف جو بیان کرتی ہیں کہ ہر سردار و سربراہ خواہ وہ شرعی ہو یا شیطانی قیامت کے دن اپنے ہاتھ

میں ایک مخصوص نشان لئے ہوئے آئے گا اور اس کے پیرو اسی کے
پیچھے پیچھے ہوں گے تاکہ وہ اپنے اپنے نشانوں اور جھنڈوں سے
پہچانے جاسکیں۔ اسی مفہوم کی طرف السید الحمیری (رضوان اللہ
علیہ) نے اپنے قصیدہ عینیہ میں اشارہ کیا ہے کہ ؎

وَالنَّاسُ یَوْمَ الْحَشْرِ رَایَاتُھُمْ
خَمْسٌ فَمِنْھَا ھَالِکٌ اَرْبَعٌ

(یعنی روزِ حشر صاحبانِ پرچم پانچ گروہوں پر مشتمل ہوں گے
ان میں سے چار گروہ ہلاک ہو جانے والے ہوں گے)

فَرَایَۃُ الْعِجْلِ وَفِرْعَوْنُھَا
وَسَامِرِیُّ الْاُمَّۃِ الْاَشْنَعُ

(یعنی پس وہ گوسالہ (بچھڑا) پرست گروہ اور فرعونی
گروہ اور گروہِ سامری بدترین گروہ ہوگا)

وَرَایَۃٌ یَقْدُمُھَا اَبْتَرٌ
عَبْدٌ لَئِیْمٌ وَلُکَعٌ اَوْکَعٌ

(یعنی اور ایک پرچم وہ ہوگا جو ایک زرد رو اور داغدار
چہرے والا، ابتر، لئیم اور ذلیل و رذیل غلام زادہ لے کر
آئے گا۔)

وَرَایَةٌ یَقْدِمُھَا حَیْدَرٌ
وَوَجْھُہٗ کَالشَّمْسِ اِذَا تَطْلَعُ

(دیوان السید الحمیری حرف عین)

(یعنی اور ایک علم حضرت حیدر کرار بلند کریں گے اور اُن کا چہرہ (اپنی تمام تر تابانیوں کے ساتھ) طلوع ہونے والے سورج کی طرح روشن ومنور ہوگا)

اور قولِ نبی کریمؐ "وَاسْتَغْفَرْتُ لِعَلِیٍّ وَشِیْعَتِہٖ" میں چند باتیں قابلِ غور اور لائق ملاحظہ ہیں :-

۱- یعنی جب میں نے جھنڈوں اور نشانوں کی طرف دیکھا اور میری نظر علیؑ کے پرچم اور اس کے پیچھے اُن کے شیعوں پر پڑی تو میں نے اس صاحب پرچم علی ابن ابیطالبؑ اور اس پرچم کے پیچھے آنے والوں کے لئے جو کہ علیؑ کے شیعہ ہیں دعائے مغفرت کی۔

بظاہر یہ قولِ نبیؐ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت رسول اللہؐ نے اپنی اُمّت پوری اُمّت کے لئے دُعائے مغفرت نہیں کی جیسے خدا نے آپ کو دکھایا تھا۔ سوائے صرف علیؑ اور ان کے شیعوں کے۔

۲- حضرت علیؑ کے لئے نبی کریمؐ کے استغفار (دعائے مغفرت)

سے کوئی امر مانع نہیں ہے اور نہ اس کے یہ معنی ہیں کہ علیؑ گنہگار ہیں اس لیے حضرت رسولِ اکرمؐ ان کے لئے استغفار کرتے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں خود پیغمبر اسلام سے وارد ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا "اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً مِنْ غَیْرِ ذَنْبٍ" یعنی میں روزانہ ستّر مرتبہ استغفار کرتا ہوں کوئی گناہ کئے بغیر۔ حالانکہ نبی کریمؐ قطعی کوئی گناہ نہیں کرتے پس استغفار گناہ کو لازم نہیں ہے یعنی طلبِ مغفرت سے کوئی گناہ ثابت نہیں ہوتا۔

۳۔ پیغمبر اکرمؐ کی یہ حدیث مبارک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ علیؑ کے شیعہ بہرحال یقیناً مَغْفُوْرٌ لَھُمْ یعنی بخشے بخشائے ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں اپنے اس قول "لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَحِیْمًا" کے ذریعہ یہ وعدہ کیا ہے کہ جو خود استغفار کرے اور جس کے لئے رسولِ خداؐ استغفار کریں خداوندِ کریم اس کی توبہ قبول فرمائے گا اور اس پر اپنا رحم و کرم فرمائیگا اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس سلسلے میں سب سے اہم چیز اس کے لئے استغفارِ رسولؐ ہے نہ کہ خود اس کا اپنا استغفار۔ کیونکہ استغفار کا مطلب ہے خدا سے طلبِ مغفرت کرنا اسلئے

یہ تو ممکن ہے کہ کوئی علوی گنہگار شخص طلب مغفرت کے لئے دعا کرے تو وہ رد کر دی جائے مگر یہ محال شرعی ہے کہ کسی کیلئے رسول اللہؐ کی طلب مغفرت کی دعا رد کر دی جائے پس جب خدا نے وعدہ کیا ہے اُس شخص کی مغفرت کا جس کے لیے رسول مقبولؐ استغفار کریں اور خود رسول کریمؐ نے ہی یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ــــــــ

"اَسْتَغْفَرْتُ لِکُلِّ مَنْ شَایَعَ عَلِیًّا" یعنی میں نے دعائے مغفرت کی ہے ہر اُس شخص کے لئے جس نے علیؑ کی پیروی کی ہے۔ بالفاظ دیگر میں نے ہر شیعۂ علیؑ کے لیے دعائے مغفرت کی ہے۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ اُس کیلئے مغفرت الٰہی قطعی حتمی و یقینی ہے

اے اللہ! ہمیں شیعۂ علیؑ قرار دے اور ہمیں علیؑ کی اطاعت و پیروی میں موت دے اور ہمارا حشر و نشر شیعۂ علی ابن ابیطالبؑ کے طور پر فرما۔

سورۂ اعراف (اس میں چار آیتیں ہیں)

۱ــ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَیْنَہُمْ اَنْ لَّعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ (آیت ۱۴۴)

(یعنی ایک منادی انکے درمیان ندا دیگا کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے)

حافظ حاکم الحسکانی الحنفی نے اپنی کتاب "شواہد التنزیل" میں فرات بن ابراہیم الکوفی سے اپنی سندوں کے ساتھ اور انھوں نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا حضرت علیؑ ابن ابیطالبؑ کے کتابِ خدا میں کچھ ایسے نام ہیں جنھیں لوگ نہیں جانتے پہچانتے۔

خداوندِ عالم کے قول "فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ" "پس وہ مؤذن ان کے درمیان یہ کہے گا کہ اے لوگو! آگاہ ہو جاؤ خدا کی لعنت ہے اس شخص پر جو میری ولایت کی تکذیب کرے اور میرے حق کی تحقیر و تخفیف کرے۔ (شواہد التنزیل جلد ۱ صفحہ ۲۰۲)

قولِ مولف: میں کہتا ہوں کہ یہ آیۂ مبارکہ اس مندرجہ روایت کے ساتھ جو خدا امت سے مراد لی ہے اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انسان کے لئے علیؑ ابن ابی طالبؑ کا شیعہ اور ان کا محب و دوستدار ہونا واجب ہے۔

قولِ مترجم: اہلسنت کے جلیل القدر عالم ابن مردویہ نے یہ روایت کی ہے کہ اس آیت میں مؤذن سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں (کشف الغمہ)

۲۔ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ (آیت ۴۶)

(یعنی اور کچھ لوگ اعراف پر ہوں گے جو ہر (جنتی یا جہنمی) شخص کو ان کی پیشانیوں سے پہچان لیں گے)

علامہ البحرانی نے اپنی کتاب "غایۃ المرام" "کتاب المناقب الفاخرۃ فی العترۃ الطاہرۃ" تالیف ابی عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن احمد بن حنبل (فرقہ حنبلیہ کے امام) کے حوالے سے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ میں حضرت امیرالمومنینؑ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ابن الکوّا آئے اور پوچھا کہ اے امیرالمومنین مجھے اللہ تبارک وتعالےٰ کے قول "وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ" کے بارے میں خبر دیجیے۔

حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ اے ابن الکوّا! ہم قیامت کے دن جنّت اور جہنم کے درمیان اعراف پر کھڑے ہوں گے۔ پس جو شخص ہمارے شیعوں اور دوستوں میں سے ہمارا ناصر ہوگا وہ ہمیں پہچان لے گا اور ہم اسے اس کی پیشانی سے پہچان لیں گے اور جنت میں داخل کردیں گے اور جو ہمارا دشمن ہوگا ہم اسے بھی اس کی پیشانی سے پہچان لیں گے اور جہنم میں داخل کردیں گے۔

(غایۃ المرام صفحہ ۳۵۱)

قولِ مترجم: علّامہ ابنِ حجر مکی لکھتے ہیں کہ حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اعراف پر جہاں جناب عباس حضرت حمزہ اور حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ کھڑے ہوں گے وہ اپنے دوستوں کو انکے چہروں کی نورانیت سے اور اپنے دشمنوں کے چہروں کی سیاہی سے پہچان لیں گے۔ (صواعق محرقہ (قلمی) و تفسیر ثعلبی)

۳۔ وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ رِجَالًا يَعْرِفُونَهُمْ بِسِيمَاهُمْ قَالُوا مَا أَغْنَىٰ عَنكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ (آیت ۴۸)

(یعنی اور اعراف والے کچھ (جہنمی) لوگوں کو آواز دینگے جنہیں وہ ان کے چہرے دیکھ کر ہی پہچان لیں گے اور اُن سے کہیں گے کہ اب نہ تو تمہارا گروہ ہی تمہارے کام آیا اور نہ تمہارا غرور و تکبر اور تمہاری شیخی بازی ہی تمہارے لئے سود مند ثابت ہوئی")

حافظ القندوزی الحنفی نے اپنی کتاب "ینابیع المودۃ" میں اپنی سندوں کے ساتھ جناب سلمان فارسی سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلعم کو حضرت علیؑ کیلئے دسیوں بار سے زیادہ یہ کہتے ہوئے سُنا کہ "یا علیؑ اِنَّکَ

وَالْاَوْصِیَاءُ مِنْ وُلْدِكَ اَعْرَافُ بَیْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ عَرَفَكُمْ وَعَرَفْتُمُوْهُ وَلَا یَدْخُلُ النَّارَ اِلَّا مَنْ اَنْكَرَكُمْ وَاَنْكَرْتُمُوْهُ"

(ینابیع المودۃ صفحہ ۱۱۸)

(یعنی اے علیؑ تم اور تمہاری اولاد سے تمہارے اوصیاء و جانشین جنت و جہنم کے درمیان اعراف ہیں۔ جنت میں نہیں داخل ہوگا مگر وہ شخص جو تم لوگوں کو پہچان لے اور جسکو تم لوگ پہچان لو اور جہنم میں نہیں داخل ہوگا مگر وہ شخص جو تم لوگوں سے انکار کردے اور جس سے تم لوگ انکار کر دو)

۴۔ وَمِمَّنْ خَلَقْنَا اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ (آیت ۱۸۱)

(یعنی اور ہماری مخلوقات میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو دینِ حق کی ہدایت کرتے ہیں اور حق کے ساتھ انصاف بھی کرتے ہیں)

علامہ البحرانی نے اپنی کتاب "غایۃ المرام" میں "صدر الائمہ" موفق بن احمد المکی الحنفی کے حوالے سے اور انھوں نے اپنی کتاب "فضائلِ امیر المومنین" میں اپنی سندوں کے ساتھ بردان سے

اور انھوں نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ :
تَفْتَرِقُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ ثَلَاثَ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً اِثْنَانِ وَسَبْعُوْنَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَهُمُ الَّذِيْنَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ حَقِّهِمْ " وَمِمَّا خَلَقْنَا اُمَّةٌ يَهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ " اَنَا وَشِيْعَتِيْ ۔

(یعنی عنقریب اس امت کے تہتّر فرقے ہوں گے۔ ان میں سے بہتّر جہنمی ہوں گے اور ایک جنّتی ہوگا۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے کہ " وَمِمَّنْ خَلَقْنَا اُمَّةٌ يَهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ " یہ لوگ میں اور میرے شیعہ ہیں)

سورۂ توبہ (اس میں چار آیتیں ہیں)

۱-۲-۳ : اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ ۰ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا

نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۙ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ (آیت ۲۰-۲۱-۲۲)

(یعنی جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور (خدا کے لئے) خدا کی راہ میں ہجرت اختیار کی اور جہاد لیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے راہِ خدا میں وہ لوگ خدا کے نزدیک درجے میں کہیں بڑھ کر ہیں۔ اور یہی لوگ (اعلیٰ درجے) پر فائز ہونے والے ہیں۔ ان کا پروردگار ان کو اپنی مہربانی اور خوشنودی اور ایسے (ہرے بھرے) باغوں کی خوشخبری دیتا ہے جنہیں ان کیلئے دائمی عیش و آرام ہوگا اور یہ لوگ ان باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ ابدالاباد تک رہیں گے۔ بے شک خدا کے پاس تو بڑا اجر و ثواب ہے)

حافظ حاکم الحسکانی الحنفی نے اپنی کتاب "شواہد التنزیل" میں تفسیر فرات الکوفی صفحہ ۲۱۹ کے حوالے سے اپنی سندوں کے ساتھ ابن زبیر سے اور انھوں نے جناب جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ ہم جناب رسول اللہؐ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضرت علیؑ ابن ابیطالب تشریف لائے پس جب حضرت رسالت مآبؐ نے

اُنکی طرف دیکھا تو فرمایا کہ "قَدْ اَتَاکُمْ اَخِیْ" (یعنی یقیناً تمہارے پاس میرا بھائی آیا ہے)

پھر کعبے کی طرف رُخ کر کے آپؐ نے فرمایا کہ "وَرَبِّ هٰذِهِ الْبَنِیَّةِ اِنَّ هٰذَا وَشِیْعَتَهٗ الْفَائِزُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ" (یعنی اس بیت محترم اور مکان ذیشان کے رب کی قسم بیشک یہ (علیؑ) اور اس کے شیعہ قیامت کے دن کامیاب کامران اور فائز و با مُراد ہوں گے)

پھر اپنا چہرۂ انور ہماری طرف کر کے فرمایا کہ "اَمَا وَاللّٰهِ اِنَّهٗ اَوَّلُکُمْ اِیْمَانًا بِاللّٰهِ وَاَقْوَمُکُمْ بِاَمْرِ اللّٰهِ وَاَوْفَاکُمْ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَقْضَاکُمْ بِحُکْمِ اللّٰهِ وَاَقْسَمُکُمْ بِالسَّوِیَّةِ وَاَعْدَلُکُمْ فِی الرَّعِیَّةِ وَاَعْظَمُکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ مَزِیَّةً" (شواہد التنزیل جلد ۲ صفہ ۳۶۲)

(یعنی آگاہ ہو جاؤ کہ خدا کی قسم یہ (علیؑ) تم میں سب سے پہلے اللہ پر ایمان لانے والے ہیں اور تم میں سب سے زیادہ مضبوطی کے ساتھ خدا کے حکم پر قائم رہنے والے اور اُن کی سب سے زیادہ صحیح پیروی کرنے والے ہیں اور تم میں سب سے زیادہ عہدِ الٰہی کو پورا کرنے والے اور خدا کے وعدے کی ایفا کرنے والے ہیں اور تم میں

سب سے زیادہ مساوی تقسیم کرنیوالے اور برابر برابر حصہ بانٹنے والے ہیں۔ اور تم میں سب سے زیادہ رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کرنے والے ہیں اور خدا کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ بلند مقام و مرتبہ اور عظیم قدر و منزلت رکھنے والے ہیں)

۴۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ (آیت ۱۱۹)

(یعنی اے ایمان والو خدا سے ڈرو (تقویٰ اختیار کرو) اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ)

خطیب بغدادی ابوبکر بن احمد بن علی المتوفی سنہ ۴۶۳ھ نے اپنی کتاب "مناقب" میں ابن مردویہ سے اور انہوں نے جناب ابن عباس سے بیان کیا ہے کہ خداوند تعالیٰ کے اس قول "یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ" کے بارے میں انھوں نے کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ "علی اور ان کے اصحاب کے ساتھ ہو جاؤ۔"

(مناقب خطیب بغدادی ص ۱۸۹)

قولِ مولف: میں کہتا ہوں کہ اصحاب علیؑ سے مراد آپ کے شیعہ اور پیرو ہیں۔ پس یہ آیۂ مبارکہ اس تفسیر

کے مطابق شیعوں کے بارے میں بھی نازل ہوئی ہے۔

سورۂ یونس (اسمیں دو آیتیں ہیں)

۱۔ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۞ (آیت ۲)

(یعنی اور ایمان والوں کو خوشخبری سُنادو کہ ان کے لئے ان کے پروردگار کی بارگاہ میں سچا اور بلند پایہ و مرتبہ ہے)

حافظ قندوزی حنفی نے حافظ ابی بکر بن مردویہ کی کتاب "مناقب" کے حوالے سے روایت کی ہے کہ انھوں نے جناب جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول "وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۞" کے بارے میں کہا کہ "یہ آیت ولایتِ علیؑ ابنِ ابیطالب کی شان میں نازل ہوئی ہے"

(ینابیع المودة)

قولِ مولف: میں کہتا ہوں کہ ایسی صورت میں پھر یہ آیۂ مبارکہ حضرت علیؑ کے شیعوں اور دوستوں کی فضیلت پر بھی

دلالت کرتی ہے پس وہی لوگ وہ ہیں جن کے لئے اُن کے
پروردگار کی بارگاہ میں سچا بلند پایہ و مرتبہ ہے۔

۲۔ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (آیت ۲۶)

(یعنی جن لوگوں نے دنیا میں بھلائی کی ان کے لئے
آخرت میں بھی بھلائی ہے بلکہ کچھ اور بڑھ کر۔ نہ انکے چہروں
پر کالک ہوگی اور نہ ان پر ذلت و رسوائی ہوگی یہی لوگ
جنتی ہیں کہ اس میں ہمیشہ رہا کرینگے)

ابن حجر مکی (فقیہ شافعی) نے اپنی کتاب "صواعق محرقہ"
میں روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ امام احمد (یعنی حنبلیوں
کے امام احمد ابن حنبل) نے کتاب "مناقب" میں بیان کیا ہے
کہ جناب رسول خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ "اَمَا تَرْضٰى
اَنَّكَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَذُرِّيَّتُنَا
خَلْفَ ظُهُوْرِنَا وَاَزْوَاجُنَا خَلْفَ ذُرِّيَّتِنَا وَشِيْعَتُنَا
عَنْ اَيْمَانِنَا وَشَمَائِلِنَا۔ (صواعق محرقہ)

(یعنی اے علیؑ! کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم

میرے ساتھ جنت میں ہو گے اور حسنؑ و حسینؑ اور ہماری ذریت ہمارے پیچھے ہو گی اور ہماری بیویاں ہماری ذریت کے پیچھے ہوں گی اور ہمارے شیعہ ہمارے دائیں بائیں ہوں گے)

سورۃ ہود (اس میں چار آیتیں ہیں)

۱، ۲، ۳، ۴ — یَوْمَ یَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّسَعِیْدٌ ۝ فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّشَهِیْقٌ ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ۝ وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ ۝ (آیت ۱۰۵ تا ۱۰۸)

(یعنی جب وہ دن آ پہونچے گا تو بغیر حکم خدا کے کوئی شخص بات بھی نہیں کرے گا پس ان میں سے کچھ لوگ بدبخت ہوں گے اور کچھ لوگ نیک بخت۔ تو جو لوگ بدبخت ہوں گے وہ دوزخ میں ہوں گے اور اسی میں ان کی ہائے وائے

اور چیخ و پکار ہوگی وہ لوگ جب تک زمین و آسمان ہے ہمیشہ اسی میں رہیں گے مگر جب تمہارا پروردگار نجات دینا چاہے بے شک تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو لوگ نیک بخت ہیں وہ ہمیشہ بہشت میں ہوں گے اور جب تک آسمان و زمین باقی ہیں وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے مگر جب تمہارا پروردگار چاہے (سزا دیکر بعد میں کسی کو جنت میں لے جائے) یہ وہ بخشش و عطا ہے جو کبھی منقطع نہیں ہونے والی ہے)

علامہ بحرانی نے "غایۃ المرام" میں صدر الائمہ موفق بن احمد المکی الحنفی سے ان کی کتاب "فضائل امیر المومنین" کے حوالے سے روایت کی ہے کہ انھوں نے "معجم طبرانی" میں اپنی سندوں کے ساتھ حضرت فاطمہ زہراؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ "اِنَّ اللّٰہَ بَاھِیْ بِکُمْ وَ غَفَرَلَکُمْ عَامَّۃً وَ لِعَلِیٍّ خَاصَّۃً وَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ ھَائِبٌ لِقَوْمِیْ وَلَامُحَابٌ لِقَرَابَتِیْ ھٰذَا جِبْرَئِیْلُ یُخْبِرُنِیْ اِنَّ السَّعِیْدَ کُلَّ السَّعِیْدِ مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا فِیْ

حَیَاتِہٖ وَمَمَاتِہٖ ۔ وَاِنَّ الشَّقِیَّ کُلَّ الشَّقِیِّ مَنْ اَبْغَضَ عَلِیًّا فِیْ حَیَاتِہٖ وَبَعْدَ مَمَاتِہٖ ‘‘

(غایۃ المرام صفحہ ۵۸۱)

(یعنی (اے فاطمہؑ) بے شک اللہ تعالےٰ نے تم لوگوں پر فخر و مباہات کیا ہے اور تم لوگوں کو عمومیت کے ساتھ بخش دیا ہے اور علیؑ کو خصوصیت کے ساتھ اور میں تم لوگوں کی طرف خدا کا رسول ہوں ۔ اپنی قوم کیلئے بے خوف رہنے والا اور اپنے قرابت داروں سے دبے جاوبے سبب محبت نہ کرنے والا بلکہ جبرئیل امین نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ خوش بخت ترین شخص وہ ہے جو علیؑ کو دوست رکھے ۔ اس کی زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی ۔ اور بد بخت ترین شخص وہ ہے جو علیؑ سے بغض و عداوت رکھے اسکی زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی ۔)

سورۂ رعد (اسمیں ۲ آیتیں ہیں)

۱۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ (آیت ۲۸)

(یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور ان کے دلوں کو خدا کے ذکر سے اطمینان و سکون حاصل ہوتا ہے۔ یاد رکھو کہ خدا ہی کے ذکر سے دلوں کو تسلی و تشفی ملتی ہے)

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی فقیہ و محدث نے اپنی تفسیر "درمنثور" میں اللہ تعالیٰ کے اس قول "اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" کی تفسیر لکھتے وقت حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ جس وقت یہ آیۂ مبارکہ "اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" نازل ہوئی تو حضرت رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ "ذَالِكَ مَنْ اَحَبَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَاَحَبَّ اَهْلَ بَيْتِيْ صَادِقًا غَيْرَ كَاذِبٍ" (تفسیر درمنثور)

(یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھتے ہیں اور میرے اہلبیت سے بھی محبت رکھتے ہیں سچی محبت جھوٹی نہیں)

۲۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ (آیت ۲۹)

(یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اچھے کام کئے اُن کے واسطے بہشت میں طوبیٰ اور خوشحالی اور اچھا انجام و مقام ہے)

علامہ بحرانی نے "غایۃ المرام" میں صدر الائمہ موفق بن احمد المکی الحنفی سے ان کی کتاب "فضائل امیر المومنین" کے حوالے سے ان کی سندوں کے ساتھ عبداللہ بن احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ مجھ سے سعید بن محمد وراق نے علی بن حزور سے بیان کیا کہ انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت رسول اللہؐ سے حضرت علی کے بارے میں کہتے ہوئے سُنا کہ "یَا عَلِی طُوبیٰ لِمَنْ اَحَبَّکَ وَصَدَّقَ فِیْکَ وَوَیْلٌ لِمَنْ اَبْغَضَکَ وَکَذَبَ فِیْکَ"۔

(غایۃ المرام صفحہ ۵۷۹)

(یعنی اے علی بشارت و خوشخبری ہے اس کے لئے جو تمہیں دوست رکھے اور تمہارے بارے میں سچائی سے کام لے۔ اور وائے ہے اس پر جو تم سے بغض و عداوت رکھے اور تمہارے بارے میں جھوٹ سے کام لے)

سورۃ ابراہیم (جسمیں تین ۳ آیتیں ہیں)

۲۱ـ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِيْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝

(آیت ۲۴-۲۵)

(یعنی اے رسولؐ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے اچھی بات (مثلاً کلمہ توحید) کی کیسی اچھی مثال بیان کی ہے کہ (اچھی بات) گویا ایک پاک و پاکیزہ درخت ہے جس کی مضبوط جڑ ہے اور اس کی ڈالیاں آسمان میں ہیں وہ اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت پھولا پھلا رہتا ہے اور خدا لوگوں کے واسطے اس لئے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ لوگ عبرت و نصیحت حاصل کریں)

حافظ حاکم الحسکانی الحنفی نے اپنی کتاب "شواہد التنزیل" میں ابی عبداللہ شیرازی سے ان کی سندوں کے ساتھ سلام الخصعمی سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں حضرت ابو جعفر محمد ابن علی (یعنی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر

ہوا اور ان سے عرض کی کہ اے فرزندِ رسولِ خداؐ! اللہ تعالیٰ کے
اس قول "اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ" سے کیا مراد ہے؟
تو آپ نے فرمایا کہ اے سلام شَجَرَة سے مراد حضرت محمد
مصطفٰےؐ ہیں اور فرع (شاخ) حضرت امیر المومنین علی ابن ابی
طالب ہیں اور ثمر حضرت امام حسن و حضرت امام حسین ہیں
اور غصن (ڈالی) حضرت فاطمہ زہراؑ ہیں اور اس ڈالی کی ٹہنیاں
اولاد حضرت فاطمہ زہراؑ سے ائمہ طاہرین علیہم السلام ہیں اور
پتے ہمارے شیعہ اور ہم اہلبیت کے محب و دوستدار ہیں پس
ہمارے شیعوں میں سے کوئی مر جاتا ہے تو درخت سے ایک پتا جھڑ جاتا
ہے پھر جب ہمارا کوئی دوست پیدا ہوتا ہے تو اس پتے کی جگہ پر
ایک نیا کونپل پھوٹ جاتا ہے اور پتا نکل آتا ہے پس میں نے کہا
کہ اے فرزندِ رسولِ خداؐ قولِ باری تعالیٰ "تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ
حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا" کا کیا مطلب ہے؟ تو آپ نے فرمایا
کہ اس سے مراد و مقصود حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام ہیں جو
ہر حج و عمرہ کے موقع پر اپنے شیعوں کو حلال و حرام کے بارے میں
فتوے دیتے ہیں۔

(شواہد التنزیل جلد ۱ صفحہ ۳۱۱)

اور حاکم نیشاپوری نے "مستدرک علی الصحیحین" میں اپنی مذکورہ سندوں کے ساتھ عبدالرحمٰن بن عوف کے غلام سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ مجھ سے حاصل کرلو قبل اس کے کہ احادیثِ پیغمبر غلط روایتوں اور جھوٹی خبروں سے مخلوط و مشتبہ ہو جائیں، میں نے حضرت رسولِ خدا کو کہتے ہوئے سنا کہ "اَنَا شَجَرَۃٌ وَ فَاطِمَۃُ فَرْعُھَا وَ عَلِیٌّ لِقَاحُھَا وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ ثَمَرَتُھَا وَ شِیْعَتُنَا وَرَقُھَا وَ اَصْلُ الشَّجَرَۃِ فِیْ جَنَّۃِ عَدْنٍ وَ سَائِرُ ذٰلِکَ فِیْ سَائِرِ الْجَنَّۃِ"

(یعنی میں شجرہ (درخت) ہوں اور فاطمہ اس کی فرع (شاخ) ہیں۔ اور علیؑ اس کا شگوفہ ہیں اور حسن و حسین اس کے ثمر (پھل) ہیں اور ہمارے شیعہ اس کا پتا ہیں اور اس درخت کی جڑ جنتِ عدن میں ہے اور یہ سب کے سب ساری جنت میں ہیں۔)

(المستدرک علی الصحیحین جلد ۳ صفہ ۱۶۰)

۳۔ یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ (آیت ۲۷)

(یعنی جو لوگ سچی اور پکی بات (کلمہ توحید) پر ایمان لا چکے ہیں ان کو خدا دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے اور

آخرت میں بھی ثابت قدم رکھے گا)

علامہ بحرانی نے اپنی کتاب "غایۃ المرام" میں الحبری سے اس کی تفسیر کے حوالے سے روایت کی ہے کہ اس نے قول باری تعالیٰ "یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ" کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ: بِوِلَایَۃِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ (یعنی علی ابن طالبؑ کی ولایت کے ذریعہ) — (غایۃ المرام صفحہ ۴۰)

سورۂ حجر (اس میں ایک آیت ہے)

۱۔ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ۝ اُدْخُلُوْھَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِھِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ۝ لَا یَمَسُّھُمْ فِیْھَا نَصَبٌ وَّمَا ھُمْ مِّنْھَا بِمُخْرَجِیْنَ ۝ (آیت ۴۵ تا ۴۸)

(یعنی اور بے شک پرہیز گار بہشت کے باغوں اور چشموں میں ہونگے (ان کے داخلے کے وقت فرشتے کہیں گے کہ) ان میں سلامتی کے ساتھ اطمینان سے چلے جاؤ اور (دنیا کی تکلیفوں سے) جو کچھ انکے دل میں رنج و غم تھا اس کو بھی ہم نکال دینگے۔ اور یہ باہم ایک

دوسرے کے آمنے سامنے تختوں اور مسندوں پر اس طرح بیٹھے ہونگے جیسے بھائی بھائی۔ انکو بہشت میں کوئی تکلیف چھوئے گی بھی نہیں اور نہ وہ کبھی اس میں سے نکالے جائیں گے)

علامہ شافعی ابن حجر الہیثمی نے طبرانی سے اور انھوں نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ فرمایا حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے کہ یا رسول اللہؐ! ہم میں سے آپ کے نزدیک کون زیادہ محبوب ہے؟ میں؟ یا فاطمہ؟ تو آپ نے فرمایا کہ "فَاطِمَةُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْكَ وَاَنْتَ اَعَزُّ عَلَیَّ مِنْهَا" (یعنی فاطمہ میرے نزدیک تم سے زیادہ محبوب ہے اور تم میرے لئے فاطمہؑ سے زیادہ عزیز ہو)

"وَكَاَنِّیْ بِكَ وَاَنْتَ عَلٰی حَوْضٍ تَذُوْدُ عَنْهُ النَّاسَ وَاِنَّ عَلَيْهِ اَبَارِيْقَ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَاءِ ۝"

(یعنی اور گویا میں تمہارے پاس ہوں اور تم حوضِ کوثر پر لوگوں کو اس سے ہٹا رہے ہو۔ اور اس پر ستارہ ہائے آسمان کے برابر لوٹے رکھے ہوئے ہیں)

"وَاَنْتَ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَحَمْزَةُ وَجَعْفَرُ فِي الْجَنَّةِ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقَابِلِيْنَ ۝)

(یعنی اور تم اور حسن و حسین اور حمزہ و جعفرؑ جنت میں بھائی بھائی کی طرح ایکدوسرے کے آمنے سامنے مسندوں پر بیٹھے ہونگے)

"وَاَنْتَ مَعِیْ وَشِیْعَتُكَ" (یعنی اور تم اور تمہارے شیعہ میرے ساتھ ہونگے)

پھر جنابِ رسولِ خداؐ نے اس آیۂ مبارکہ کی تلاوت فرمائی:

"وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ٥ (مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۱۷۳)

قولِ مؤلف: میں کہتا ہوں کہ ہم نے یہ چار آیتیں ان کے باہمی ربط و تعلق اور وحدتِ موضوع کی بنا پر ذکر کی ہیں اور اہلبیت اطہار اور ان کے شیعوں کی شان میں ہونے کے باعث پیش کی گئی ہیں۔

سورۂ اسراء (اس میں تین آیتیں ہیں)

۱۔ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ٥ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَیْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِیْرًا ٥ (آیت ۵-۶)

(یعنی پھر جب ان دو فسادوں میں سے پہلے کا وقت آگیا تو ہم نے تم پر اپنے بندوں (بخت نصر اور اس کی فوج) کو مسلط کر دیا جو بڑے سخت لڑنے والے تھے تو وہ لوگ تمہارے گھروں کے اندر گھسے اور خوب قتل و غارت کیا اور خدا کے عذاب کا وعدہ پورا ہو کر رہا۔ پھر ہم نے تم کو دوبارہ ان پر غلبہ دیکر تمہارے دن پھیر دیئے اور مال و دولت اور اولادوں سے تمہاری مدد کی اور تم کو بڑا جتھے والا بنا دیا)

علامہ بحرانی نے اپنی تفسیر "البرہان" میں امام جمہور (اہلسنت والجماعت) محمد جریر سے ان کی مذکورہ سندوں کے ساتھ "زادان" سے اور انھوں نے جناب سلمان فارسیؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ مجھ سے جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ "اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا وَلَا رَسُوْلًا اِلَّا جَعَلَ لَهٗ اِثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا" (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے کسی بھی نبی کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کے لئے بارہ نقیب قرار دیئے)

پس میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ! بیشک میں نے یہ تو ان دونوں اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) سے جان اور پہچان لیا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اے سلمانؓ! کیا تم نے میرے نقیبوں اور ان بارہ اماموں کو بھی جان اور پہچان لیا ہے جن کو خدا نے میرے بعد امت (کی رہنمائی) کیلئے منتخب و مقرر کیا ہے؟

تو میں نے کہا کہ اس سلسلے میں اللہ اور اسکے رسول زیادہ بہتر جاننے والے ہیں۔
پس آپ نے فرمایا کہ اے سلمانؓ! اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے نورِ خاص سے خلق فرمایا اور مجھے پکارا تو میں نے اس کی اطاعت کی اور پھر میرے نور سے علیؑ کو پیدا کیا اور انھیں پکارا تو انھوں نے بھی اسکی اطاعت کی۔
اور پھر میرے اور علیؑ کے (مشترک) نور سے فاطمہؑ کو پیدا کیا اور انھیں پکارا تو انھوں نے بھی اس کی اطاعت کی اور پھر میرے اور علیؑ و فاطمہؑ کے (مشترک) نور سے حسنؑ کو پیدا کیا اور انھیں پکارا تو انھوں نے بھی اسکی اطاعت کی اور پھر میرے علیؑ کے اور فاطمہؑ کے (مشترک) نور سے حسینؑ کو پیدا کیا اور انھیں پکارا تو انھوں نے بھی اسکی اطاعت کی یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ پھر ہمارے اور حسینؑ کے نور سے نو اماموں کو پیدا کیا اور ان کو پکارا تو انھوں نے بھی اس کی اطاعت کی۔ پھر آپ نے ہر ایک کو ان کے ناموں سے بتایا اور گنایا یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ پھر محمد بن الحسن الہادی اور المہدی الناطق ہوں گے جو اللہ کے حق کے ساتھ قائم ہونگے۔
پھر آپ نے (جناب) سلمانؓ سے فرمایا کہ تم اس کو (یعنی حضرت مہدیؑ کو رجعت میں) پاؤ گے (ان سے ملاقات کرو گے) اور وہ بھی (ان کی زیارت کریگا) جو تمھارے جیسا (مومن) ہوگا اور اس کی صحیح معرفت رکھتا اس سے سچی محبت رکھتا ہوگا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ کا یہ قول پڑھو کہ "جب ان دو فسادوں میں سے پہلے کا وقت آ گیا تو ہم نے تم پر اپنے بندوں (بخت نصر اور اس کی فوج) کو مسلط کر دیا جو بڑے سخت لڑنے والے تھے تو وہ لوگ تمہارے گھروں کے اندر گھسے اور خوب قتل و غارت کیا اور خدا کے عذاب کا وعدہ پورا ہو کر رہا پھر ہم نے تم کو دوبارہ ان پر غلبہ دیکر تمہارے دن پھیر دیئے اور مال و دولت اور اولادوں سے تمہاری مدد کی اور تمکو بڑے جتھے والا بنایا۔"

قولِ مولف: میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کا آخری حصہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کی تاویل شیعوں کے حق میں ہے جس میں رسول اللہؐ نے جناب سلمانؓ سے فرمایا ہے کہ "اور جو تمہارے جیسا (مومن) ہو گا اور اس کی صحیح معرفت کے ساتھ اس سے سچی محبت رکھتا ہو گا۔"

اور آپ کے اس قول سے کہ "جو جناب سلمانؓ کے مثل ہو گا اور جو حضرت امام مہدیؑ کی حقیقی معرفت کے ساتھ آپ سے سچی محبت رکھتا ہو گا، آپ کی امامت کا قائل ہو گا اور وہ اس حیثیت سے آپ کو جانتا پہچانتا ہو گا کہ آپ جناب رسولِ خداؐ کے بارہ وصیوں میں سے آخری وصی (یعنی خاتم الاوصیاء) ہیں، صرف شیعہ ہی مراد ہیں۔

۲۔ یَوْمَ نَدْعُوْ كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ فَمَنْ اُوْتِيَ

كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ (آیت ۷۱)

(یعنی اُس (قیامت کے) دن کو یاد کرو جب ہم تمام لوگوں کو اُنکے اماموں (پیشواؤں) کے ساتھ بُلائیں گے پس جس جس کا نامۂ اعمال اسکے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ لوگ (خوش خوش) اپنا نامۂ اعمال پڑھنے لگیں گے اور ان پر ریشہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا)

علامہ بحرانی نے "غایۃ المرام" میں یوسف القطان سے انکی تفسیر کے حوالے سے اور انھوں نے شعبہ سے انھوں نے قتادہ سے اور انھوں نے جناب ابن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ" (یعنی جس دن ہم تمام لوگوں کو اُن کے اماموں (پیشواؤں) کے ساتھ بُلائیں گے) کے سلسلے میں بیان کیا کہ جب قیامت کا دن ہوگا اُس وقت اللہ تعالیٰ عزوجل حضرات ائمہ ہدیٰ و مصابیح الدجےٰ و اعلام التقیٰ یعنی امیر المومنینؑ و امام حسنؑ و امام حسینؑ کو بلائے گا اور پھر ان سے کہا جائے گا کہ تم اور اور تمہارے شیعہ پُل صراط سے گزر جاؤ اور بغیر حساب جنّت میں داخل ہو جاؤ۔ پھر ائمہ فسق کو بلائے گا اور خدا کی قسم یزید بھی انھیں میں سے ہے۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ اپنے شیعوں (پیرودں) کا ہاتھ

پکڑ لے۔ اور تم سب کے سب بغیر حساب کے جہنم میں چلے جاؤ۔
(غایۃ المرام صفحہ ۲۷۴)

سورۃ کہف (اس میں ایک آیت ہے)

۱۔ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ نِ الْحُسْنٰى وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ۝ (آیت ۸۸)

(یعنی اور جس نے ایمان قبول کیا اور اچھے اچھے کام کئے اس کیلئے اچھے سے اچھا بدلہ ہے اور ہم بہت جلد ہی اسے اپنے کاموں میں سے آسان کام کرنے کو کہیں گے)

علامہ بحرانی نے "غایۃ المرام" میں ابراہیم الحموینی الشافعی سے "فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول و السبطین" کے حوالے سے ان کی سندوں کے ساتھ حضرت علیؑ ابن ابیطالب سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ؐ اَتَانِيْ جِبْرَئِيْلُ عَنْ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ بِمَ اَنَّ رَبِّيْ يُقْرِءُكَ السَّلَامُ وَيَقُوْلُ لَكَ اَبْشِرِ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصَّالِحَاتِ وَيُؤْمِنُوْنَ بِكَ وَبِاَهْلِ بَيْتِكَ الْجَنَّةَ فَلَهُمْ عِنْدِيْ جَزَآءَ نِ الْحُسْنٰى وَسَيَدْ

خُلُوْنَ الْجَنَّةَ ۝ (غایۃ المرام صفحہ ۵۸۴)

(یعنی فرمایا رسولؐ نے کہ میرے پاس میرے پروردگار کے پاس سے جبرئیل امین آئے اور انھوں نے کہا کہ میرا پروردگار آپ کو ہدیۂ سلام پہنچاتا ہے اور آپ سے فرماتا ہے کہ آپ ان مومنوں کو جنت کی بشارت دیدیں جو نیک کام کرتے ہیں اور آپ پر اور آپ کے اہلبیتؑ پر ایمان رکھتے ہیں پس ان کے لئے میرے پاس اچھے سے اچھا بدلہ ہے اور بہت جلدی وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے)

سورۂ طٰہٰ (اس میں تین ۳ آیتیں ہیں)

۱۔ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی ۝ (آیت ۸۲)

(یعنی اور جو شخص توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے اچھے کام کرے اور پھر ہدایت پر قائم و ثابت قدم رہے تو ہم اس کو ضرور بخشنے والے ہیں)

علامہ حافظ سلیمان القندوزی الحنفی نے ینابیع المودۃ میں ان کی مذکورہ سندوں کے ساتھ انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ

انھوں نے اس آیت کے بارے میں کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو ہدایت یافتہ اور ثابت قدم ہے اہلبیت نبیؐ کی ولایت و محبت پر۔ (ینابیع المودۃ صفا ۱۱)

اور انھوں نے ہی صاحبِ "مناقب" سے اُن کی مذکورہ سندوں کے ساتھ حضرت علیؑ سے بھی روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ "وَاللّٰهِ لَوْ تَابَ رَجُلٌ وَّاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّلَمْ يَهْتَدِ اِلٰى وِلَايَتِنَا وَمَوَدَّتِنَا وَمَعْرِفَةِ فَضْلِنَا مَا اَغْنٰى عَنْهُ ذٰلِكَ شَيْئًا" (ینابیع المودۃ صفا ۱۱)

(یعنی خدا کی قسم جو شخص توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے اچھے کام کرے لیکن ہماری ولایت و مودت اور ہمارے فضل و شرف کی معرفت کی طرف ہدایت یافتہ اور اس پر ثابت قدم نہ ہو تو اس کو ان میں سے اس کا کوئی عمل بھی کچھ فائدہ نہیں پہونچائے گا)

قولِ مولف: میں کہتا ہوں کہ شیعہ ہی ان (اہلبیت) کی ولایت و محبت کی طرف ہدایت یافتہ اور اس پر ثابت قدم ہیں اس لئے "ثُمَّ اهْتَدٰى" کا کلمہ انھیں (شیعانِ اہلبیت) سے مخصوص ہے۔

۳- یَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ۝ (آیت ۱۰۹)

(یعنی اس دن کسی کی بھی سفارش کوئی فائدہ نہیں پہنچائیگی مگر جس کو خدا نے اجازت دی ہو اور خدا اسکا بولنا پسند کرے)

فقیہہ شافعی ابن حجر عسقلانی نے اپنی مذکورہ سندوں کے ساتھ ابو ہریرہ سے اور انھوں نے نبی کریمؐ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ "مَنْ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَتَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ شَهِدْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشَفَعْتُ لَهُ"

(فضائل الخمسہ بحوالہ فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۱۱۳)

(یعنی "جو کہے گا کہ اے اللہ! درود بھیج (رحمت نازل فرما) تو حضرت محمد مصطفےٰؐ پر اور ان کی آل پر جیسا کہ تو نے درود بھیجا (رحمت نازل کی) حضرت ابراہیمؑ پر اور ان کی آل پر۔ اور برکت نازل فرما جناب محمد مصطفےٰؐ پر اور ان کی آل پر جیسا کہ تو نے برکت نازل

حضرت ابراہیمؑ اور ان کی آل پر اور رحمت نازل فرما حضرت محمد مصطفٰےؐ پر اور ان کی آل پر جیسا کہ تو نے رحمت نازل کی حضرت ابراہیم پر اور ان کی آل پر" تو میں قیامت کے دن اسکے (ایمان) کی گواہی دوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔)

قول مؤلف: میں کہتا ہوں کہ شیعان اہلبیتؑ ہی وہ ہیں جو نبی کریمؐ کے ذکر کے ساتھ ان کی آل کا ذکر بھی کرتے ہیں اور درود میں رسول اللہؐ کے ساتھ ان کے اہلبیتؑ کو بھی شریک کرتے ہیں اور اس درود کو نماز میں واجب جانتے ہیں۔

۳۔ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَعْمٰی ○ (آیت ۱۲۴)

(یعنی اور جس شخص نے میری یاد سے منہ پھیر لیا تو اس کی زندگی بہت تنگی میں بسر ہو گی اور ہم اسکو قیامت میں اندھا بنا کر اٹھائیں گے)

علامہ حنفی حافظ الحسکانی نے اپنی مذکورہ سندوں کے ساتھ ... سے اور انہوں نے جناب ابن عباس سے اللہ تعالٰی کے اس ... "وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَعْمٰی ○ کے بارے میں روایت کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو ولایت حضرت علیؑ ابن ابیطالبؑ

چھوڑ دے اس کو خدا ند عالم قیامت میں اندھا اور بہرا بنا دیگا۔

قول مولف: میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کے مطابق جو لوگ قیامت میں اندھے اور بہرے نہیں اٹھائے جائیں گے وہ شیعان علیؑ ہی ہیں جو حضرت علیؑ کی ولایت کے قائل ہیں اور اس پر انکا ایمان و عقیدہ ہے۔

سورۂ نور (اس میں دو آیتیں ہیں)

۱۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝

(آیت ۳۵)

(یعنی خدا تو سارے آسمان اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق یا چراغ دان (سینہ) ہے جسمیں ایک روشن چراغ (علم شریعت) ہو اور وہ چراغ ایک شیشے کی قندیل (دل)

میں ہو اور وہ قندیل (اپنی چمک دمک میں) گویا ایک جگمگاتا ہوا روشن ستارہ ہے اور وہ چراغ زیتون کے ایسے مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جائے جو نہ پورب کی طرف ہو اور نہ پچھم کی طرف بلکہ بالکل بیچ میدان میں ہو۔ اس کا تیل ایسا شفاف (صاف) ہو کہ اگرچہ آگ اسکو چھوئے بھی نہیں پھر بھی ایسا معلوم ہو کہ وہ خود بخود روشن ہو جائیگا غرض صرف ایک ہی نور نہیں بلکہ نور کے اوپر نور ہے (اور ان پر ایک دوسرے کی چھوٹ پڑ رہی ہے) خدا اپنے نور کی طرف جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اور خدا لوگوں کو سمجھانے کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے۔ اور خدا تو ہر چیز سے خوب واقف ہے)

علامہ بحرانی نے فقیہ شافعی ابن مغازلی سے ان کی کتاب "المناقب" کے حوالے سے جو انھوں نے حضرت علیؑ ابن جعفر کو پیش کی تھی روایت کی ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسنؑ سے اللہ تعالےٰ کے اس قول "کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ" "(یعنی اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق یا چراغ دان (سینہ) جس میں ایک روشن چراغ (علم شریعت) ہو اور چراغ ایک شیشے کی قندیل (دل میں ہو)" کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ "اَلْمِشْکٰوۃُ فَاطِمَۃُؑ وَالْمِصْبَاحُ اَلْحَسَنُؑ وَالْحُسَیْنُؑ"

"یعنی طاق سے مُراد حضرت فاطمہ زہراؑ ہیں اور چراغ سے مُراد حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ ہیں۔" اور "اَلزُّجَاجَةُ کَاَنَّهَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ" (یعنی وہ قندیل (اپنی چمک دمک میں) گویا ایک جگمگاتا ہوا روشن ستارہ ہے) کے بارے میں فرمایا کہ — حضرت فاطمہ زہراؑ دنیا کی عورتوں کے درمیان جگمگاتا ہوا روشن ستارہ ہیں۔" اور "یُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَکَةٍ زَیْتُوْنَةٍ" — (یعنی وہ چراغ زیتون کے ایسے مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہے) سے مُراد جناب ابراہیمؑ ہیں۔ اور "لَا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ" — (یعنی نہ وہ پورب کی طرف ہو اور نہ پچھم کی طرف بلکہ بالکل بیچ میدان میں ہو) سے مراد یہ ہے کہ وہ نہ تو یہودی تھے اور نہ ہی نصرانی تھے۔ اور "یَکَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ النَّارُ" (یعنی اس کا تیل ایسا صاف شفاف ہو کہ اگرچہ اس کو آگ چھوئے بھی نہیں پھر بھی ایسا معلوم ہو کہ خودبخود روشن ہو جائے گا) سے مُراد وہ علم ہے جس سے قوتِ نطق اور طاقتِ گویائی پیدا ہوتی ہے اور "نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ" (یعنی نور کے اوپر نور ہے) سے مراد ایک امام کے بعد دوسرا امام ہے۔ اور "یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ" (یعنی خدا اپنے نور کی طرف جسے چاہتا ہے ہدایت —

دیتا ہے) سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہماری
ولایت و محبت کی ہدایت فرماتا ہے۔

(غایۃ المرام صفحہ ۳۱۵)

قولِ مولف: میں کہتا ہوں کہ شیعانِ اہلبیت ہی وہ ہیں
جو ائمہ اہلبیت نبیؐ کی ولایت کی ہدایت پائے ہوئے ہیں۔

۳۔ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ
وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (آیت ۵۱)

(یعنی ایمان داروں کا قول تو بس یہ ہے کہ جب ان کو
خدا اور اس کے رسول مقبولؐ کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ انکے آپسی
جھگڑوں کا فیصلہ کر دیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور دل سے مان لیا
اور یہی لوگ آخرت میں کامیاب ہونے والے ہیں۔)

حافظ حاکم الحسکانی الحنفی نے اپنی کتاب "شواہد التنزیل"
میں ابوبکر حافظ بقرائتہ جس پر اس کی اصل بنیاد رہے سے ان کی
سندوں کے ساتھ حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ سے روایت کی ہے
کہ آپ نے فرمایا کہ مجھ سے سلمان فارسی نے کہا کہ اے ابوالحسنؑ!
بہت کم ایسا اتفاق ہوا ہے کہ آپ حضرت رسول اللہؐ کے پاس

اُن کے سامنے رہے ہوں اور میں بھی ان کے ساتھ موجود رہا ہوں مگر یہ کہ حضورؐ نے میرے شانے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ یا سلمانُ! "هٰذَا وَحِزْبُهٗ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" (یعنی اے سلمان! یہ (علی) اور ان کی جماعت کے لوگ ہی کامیاب ہونے والے اور فلاح یافتہ ہیں)

(شواہد التنزیل جلد ۱ صفحہ ۷)

سورہ شعراء (اس میں دو آیتیں ہیں)

ا۔ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ٥ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ٥

(آیت ۱۰۰، ۱۰۱)

(یعنی اب نہ تو کوئی ہماری شفاعت و سفارش کرنے والا ہے اور نہ ہی کوئی عزیز و مخلص دوست ہے)

حافظ حاکم الحسکانی الحنفی نے اپنی کتاب "شواہد التنزیل" میں ابو علی الخالدی سے ان کی کتاب کے حوالے سے جو انھوں نے خود اپنے ہاتھ سے اپنی تحریر میں لکھی ہے ان کی مذکورہ سندوں کے ساتھ حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ "نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ شِيْعَتِنَا" (یعنی یہ آیت ہمارے شیعوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے) "فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ٥" (یعنی اب نہ تو کوئی ہماری شفاعت و سفارش کرنے والا ہے اور نہ ہی کوئی عزیز و مخلص دوست ہے) اور وہ یوں کہ خداوند عالم نے

ہمیں یہ فضل و شرف عطا کیا ہے کہ خود ہم ہی لوگوں کی شفاعت کرینگے اور ہماری ہی شفاعت قبول کی جائے گی پس جب وہ لوگ جو ان میں سے نہیں ہیں (یعنی ہمارے شیعوں میں سے نہیں ہیں) وہ کہیں گے کہ اب نہ تو کوئی ہماری شفاعت کرنیوالا ہے اور نہ ہی کوئی عزیز و مخلص دوست ہے۔

(شواہد التنزیل جلد ۱ صفحہ ۴۱۸)

قولِ مترجم :- یہاں پر ایک لطیف نکتہ یہ ہے کہ جب اہلبیتِ رسالت ہی وہ باعظمت و با جلالت مقربِ بارگاہِ الٰہی ذواتِ مقدسہ ہیں جو شفاعت کیلئے عباد و عبادِ اور ماذون من اللہ ہیں اور کارِ شفاعت انہیں ذواتِ مقدسہ تک مخصوص و محدود ہے تو پھر ان کے سامنے کون ہوگا جو شفاعت کرنے کی ہمت اور جرأت و جسارت کریگا؟ نیز جب شیعانِ اہلبیت کو ان ذواتِ مقدسہ کی شفاعت حاصل و میسر ہوگی تو پھر انہیں کسی اور دوسرے کی شفاعت کی ضرورت ہی کیا رہ جائیگی؟ اس لئے ان کے لئے یہ بات قابلِ فخر و مباہات اور باعثِ فضل و شرف ہے۔ اہلبیت اطہار کے علاوہ ان کا دوسرا کوئی نہ تو شفاعت کرنے والا ہوگا نہ سفارش کرنے والا اور نہ ہی کوئی عزیز و مخلص دوست ہوگا۔ البتہ جو شیعانِ اہلبیت میں سے نہ ہوں گے ان کے لئے یہ بات

سخت اذیت ناک قابلِ افسوس المیہ ہوگی کہ اہلبیت اطہار کی شفاعت سے محرومی کے بعد دوسرا کوئی نہ تو ان کی شفاعت کرنے والا ہوگا نہ سفارش کرنیوالا" اور نہ ہی کوئی عزیز و مخلص دوست ہوگا۔

سورۂ نمل (اسمیں دو آیتیں ہیں)

۱۲ :- مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا وَهُمْ مِنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ ٥ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ٥ (آیت ۸۹، ۹۰)

(یعنی جو شخص نیک کام کریگا اس کے لئے اس کی جزا اس سے کہیں بہتر ہے۔ اور وہ لوگ اس دن خوف و خطر سے محفوظ رہینگے اور جو لوگ بُرا کام کریں گے وہ منھ کے بل جہنم میں جھونک دیے جائیں گے اور ان سے کہا جائیگا کہ جو کچھ تم دنیا میں کرتے تھے بس اسی کی جزا تم کو دی جائیگی)

علّامہ بحرانی نے "غایۃ المرام" میں ابراہیم بن محمد الحموینی الحموینی الشافعی سے ان کی کتاب "فرائد السمطین" کے حوالے سے ان کی سندوں کے حوالے کے ساتھ ابو عبداللہ جدلی سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں حضرت علی ابن ابیطالب کی خدمت میں

حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ "اے ابو عبد اللہ ! کیا میں تمہیں اس نیکی کی خبر دوں کہ جو اس کو بجا لائے گا خدا اس کو جنّت میں داخل فرمائیگا؛ اور اس برائی کی خبر دوں کہ جو اس کا مرتکب ہوگا اللہ تعالیٰ اسکو جہنم میں جھونک دیگا ؟ اور اس کی وجہ سے اس کا کوئی بھی عمل قبول نہیں کیا جائے گا ؟ میں نے کہا ہاں فرمائیے ! تو آپ نے فرمایا کہ ۔ "وہ نیکی ہماری دوستی و محبت ہے اور وہ بُرائی ہماری دشمنی و عداوت ہے"!

فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا یعنی اس اچھائی سے زیادہ اچھا بدلہ جو قیامت کے دن ہوگا وہ اجر و ثواب اور امن و امان ہوگا اور حضرت ابنِ عبّاس رضؓ نے کہا کہ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا یعنی پس اس اچھائی سے اس کی طرف نیکی پہونچ جائے گی ۔

(غایۃ المرام صفحہ ۳۲۹)

سورہ عنکبوت (اسمیں تین آیتیں ہیں)

۱،۲،۳ :- الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝ (آیت ۱،۲،۳)

(الٓمّٓ کیا لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ صرف اتنا کہہ دینے سے کہ ہم ایمان لائے وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کا امتحان نہیں لیا جائے گا؟ اور ہم نے تو ان لوگوں کا بھی امتحان لیا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں پس خداوند عالم ان لوگوں کو جو سچے (دل سے ایمان لائے) ہیں یقیناً علاحدہ دیکھے گا اور جھوٹوں کو بھی علاحدہ دیکھے گا)

علامہ بحرانیؒ نے اپنی کتاب "غایۃ المرام" میں ابن شہر آشوب کے حوالے سے اور انھوں نے ابوطالب ہروی سے علماء عامہ کے طریقوں سے اپنی سندوں کے ساتھ علقمہ اور ابوایوب سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیتیں "الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ" نازل ہوئیں تو نبی کریمؐ نے جناب عمار یاسرؓ سے فرمایا کہ عنقریب میرے بعد تو ہین آمیز کشمکش و کشاکش کا ماحول ہوگا یہاں تک کہ آپس میں تلوار چلے گی، لوگ ایک دوسرے کو قتل کریں گے اور باہم ایک دوسرے سے برأت کا اظہار کریں گے پس جب تم یہ دیکھو تو تم کو لازم ہے کہ اس روشن اور کشادہ پیشانی والے میرے دستِ راست علی ابن ابیطالبؑ سے وابستہ ہو جاؤ پس اگر تمام لوگ ایک راستے پر چلیں اور ایک وادی کی طرف رُخ کریں تو تم علیؑ کے راستے پر اور انھیں کے نقش قدم پر چلو اور دوسرے تمام لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے ان سے الگ ہو جاؤ۔ اے عمارؓ! علیؑ تمہیں کبھی ہدایت کی مخالف سمت میں نہیں

لے جائیں گے اور ہرگز گمراہی کی سمت نہیں موڑینگے۔ اے عمارؓ! علیؑ کی اطاعت میری اطاعت ہے اور میری اطاعت خدا کی اطاعت ہے
(غایۃ المرام صفحہ ۲۰۳)

قولِ مولف:۔ ہم نے اس آیۂ مبارکہ کو اپنے موضوع (شیعہ قرآن کی روشنی میں) کے سلسلے میں اس لئے ذکر کیا ہے کہ اس آیۂ مبارکہ کی تفسیر میں نبی کریمؐ سے جو حدیث وارد ہوئی ہے وہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ایک مرد مسلمان کیلئے واجب و ضروری ہے کہ وہ شیعہ بھی ہو۔ اور وہ حضرت علیؑ ابن ابیطالبؑ کی پیروی کرے اور علی ابن ابیطالبؑ کے علاوہ ہر اس غیر شخص کو چھوڑ دے جو محبت علی ابن ابی طالبؑ کی کشتی نجات پر سوار نہ ہو خواہ وہ کوئی بھی ہو۔

اور اس حدیث جیسی کتنی ہی اور بہت سی نظیریں اور سیکڑوں مثالیں موجود ہیں۔

سورۂ روم (اس میں ایک آیت ہے)

۱۔ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (آیت ۳۸)

(یعنی پس تم قرابت دار، مسکین اور ضرورتمند مسافر کو ان کا

عاقبت دیدہ یعنی ان لوگوں کے حق میں سب سے بہتر ہے جو رضائے خدا کے امیدوار و خواستگار ہیں اور ایسے ہی لوگ فلاح یافتہ ہیں)

محافظ حاکم الحسکانی الحنفی نے اپنی کتاب "شواہد التنزیل بقواعد التفضیل" میں ابو القاسم سہل بن محمد بن عبداللہ الاصفہانی سے ان کی قرأت کے مطابق بہت سی سندوں کے ساتھ حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ مجھ سے جناب سلمان فارسیؓ نے بیان کیا کہ۔

"بہت کم ایسا موقع آیا کہ میں حضرت علیؑ کے ساتھ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا مگر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے شانوں کے درمیان ہاتھ مارا اور حضرت علیؑ کے بارے میں فرمایا کہ اے سلمان! یہ (علیؑ) اور ان کی جماعت (شیعہ) ہی فلاح یافتہ ہیں"! (شواہد التنزیل جلد ۱ صفحہ ۔۔)

سورۃ سباء (اس میں ایک آیت ہے)

۱۔ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ ○ (آیت ۱۸)

(یعنی اور ہم نے ان کے اور ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت عطا کی تھی اور چند بستیاں آباد کی تھیں جو باہم ظاہر

اور نمایاں تھیں اور ان میں ہم نے آمد و رفت کی راہ مقرر کی تاکہ تم ان میں شب و روز (راتوں کو بھی اور دنوں میں بھی) جب چاہو بے خوف و خطر آؤ جاؤ)

حافظ (سلیمان القندوزی الحنفی) نے اللہ تعالیٰ کے اس قول اقدس وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً ..... کے بارے میں اپنی سندوں کے ساتھ ابی صالح ہروی سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کو خط لکھا کہ میرے اہل خانہ مجھے اس حدیث کے ذریعہ بہت اذیت و تکلیف پہونچاتے ہیں جو آپ کے آباء کرام سے روایت کی گئی ہے یعنی انھوں نے کہا ہے کہ "ہمارے مددگار (ہماری قوم) بدترین مخلوق خدا ہیں"

تو انھوں نے جواب میں لکھا کہ وائے ہو تم پر! افسوس پھر تم اس کو کیا پڑھتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً " پس خدا کی قسم ہم ہی وہ باعظمت بستیاں ہیں جن میں خدا نے عظمت عطا کی ہے اور تم لوگ وہ ظاہری اور نمایاں بستیاں ہو۔

(ینابیع المودۃ ص ۵۱۱)

قولِ مولف: مطلب یہ ہے کہ اس آیۂ مبارکہ کی تاویل ائمہ طاہرینؑ

اور ان کے شیعوں کے بارے میں وارد ہوئی ہے اور اس بات کو قبول کر لینے کے سلسلے میں کوئی مانع اور وجہ انکار بھی نہیں ہے۔ کیوں کہ قرآن کریم میں راز ہی راز اور اسرار ہی اسرار نیز گہرائیاں ہی گہرائیاں ہیں جیسا کہ بہت سی روایات میں مذکور ہے۔

سورۂ زمر (اسمیں تین آیتیں ہیں)

۱۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ (آیت ۹)

(یعنی اے رسولؐ تم کہدو کہ بھلا کہیں جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ بے شک عبرت و نصیحت تو بس صرف عقلمند لوگ ہی مانتے ہیں)

حافظ حاکم الحسکانی الحنفی نے اپنی کتاب "شَوَاهِدُ التَّنْزِيلِ لِقَوَاعِدِ التَّفْضِيلِ" میں ابو بکر البحارتی سے اپنی سندوں کے ساتھ حضرت جابرؓ سے اور انھوں نے حضرت ابو جعفرؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ "اَلَّذِينَ يَعْلَمُونَ" (یعنی وہ لوگ جو جانتے ہیں) سے مراد ہم ہیں اور "وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ" (یعنی وہ لوگ جو نہیں جانتے) سے مراد ہمارے دشمن ہیں اور "إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ"

(یعنی بیشک عبرت و نصیحت تو صرف عقلمند لوگ ہی مانتے ہیں) سے مراد ہمارے شیعہ ہیں۔ (شواہد التنزیل جلد ۲ صفہ ۱۱۶)

۲- اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ (آیت نمبر ۱۰)

علامہ بحرانی نے (اپنی کتاب "غایۃ المرام" میں) موفق بن احمد (الحنفی) سے اپنی مذکورہ سندوں کے ساتھ حضرت انس سے روایت کی ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو حضرت علی ابن ابی طالب کو سات ناموں ۱- یا صدیق (اے سچے) ۲- یا دال (اے حق پر دلالت کرنے والے) ۳- یا عابد (اے عبادت گذار) ۴- یا ہادی (اے ہدایت کرنے والے) ۵- یا مہدی (اے ہدایت کنندہ) ۶- یا فتیٰ (اے جوانمرد و بہادر) ۷- یا علی (اے بلند و برتر) سے پکاریں گے اور کہیں گے کہ تم اور تمہارے شیعہ بغیر حساب کے جنت کی طرف جاؤ اور داخل جنت ہو جاؤ۔ (غایۃ المرام صفہ ۵۸۳)

۳- ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِیْهِ شُرَكَآءُ مُتَشَاكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ یَسْتَوِیٰنِ مَثَلًا (آیت ۲۹)

(خدا نے ایک مثل بیان کی ہے کہ ایک شخص (غلام) ہے کہ جس میں کئی جھگڑالو اشخاص ساجھے دار ہیں اور ایک دوسرا غلام ہے جو کہ

پورا کا پورا صرف ایک شخص کا ہے تو کیا ایسی صورت میں دونوں کی حالت یکساں ہو سکتی ہے؟)

۲۔ حافظ حاکم الحسکانی الحنفی نے اپنی کتاب "شَوَاهِدُ التَّنْزِيْلِ لِقَوَاعِدِ التَّفْضِيْلِ" میں روایت کی ہے اور کہا ہے کہ ہم سے ابو احمد نے اپنی سندوں کے ساتھ حضرت ابو جعفرؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ "اَلرَّجُلُ السَّالِمُ لِلرَّجُلِ السَّالِمِ عَلِيٌّ وَشِيْعَتُهٗ" (یعنی ایک سالم شخص ایک سالم شخص کے لیے) سے مراد علیؑ اور ان کے شیعہ ہیں۔

(شواہد التنزیل جلد ۲ صفحہ ۱۱۹)

قول مولف: "لِرَجُلٍ" سے مراد حضرت رسول اللہؐ ہیں جس کی بہت سی احادیث شریفہ میں صراحت و وضاحت کی گئی ہے جن کا ذکر ہم نے ترک کر دیا ہے کیونکہ اس کتاب میں ہمارا مقصد اور غرض و غایت مختصراً اشارہ کرنا ہے نہ کہ تفصیلی ذکر مقصود ہے البتہ جو لوگ تفصیل جاننا چاہتے ہوں وہ تفصیلی کتابوں کی طرف رجوع فرما کر ان کا تفصیلی مطالعہ فرمائیں۔

سورۂ غافر (مومن) (اسمیں ۲ دو آیتیں ہیں)

۱۔ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ
لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝
(آیت ۷)

(یعنی جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو فرشتے
عرش کے ارد گرد ہیں وہ سب اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کے
ساتھ اس کی تسبیح کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں" اور
مومنوں کیلئے استغفار کرتے ہوئے بخشش کی دعا مانگا کرتے ہیں کہ
اے پروردگار تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے
تو جن لوگوں نے سچے دل سے توبہ کر لی اور تیرے راستے کی پیروی
کی ان کو جہنم کی آگ سے بچا لے)

حافظ سلیمان القندوزی الحنفی نے روایت کرتے ہوئے
کہا ہے کہ صاحب "مناقب" نے اس میں مذکورہ سند کے ساتھ
حضرت علی ابن ابیطالبؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث مبارک میں
ارشاد فرمایا کہ "اے علیؑ! بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے
انبیاءؑ و مرسلینؑ کو اپنے مقرب بارگاہ فرشتوں پر فضیلت بخشی ہے
اور مجھے تمام انبیاء و مرسلین پر فضیلت عطا کی ہے اور میرے بعد

تمام عظمت و فضیلت تمہارے لئے ہے اور تمہارے بعد تمام فضل و شرف تمہاری اولاد میں سے ائمہ طاہرین کے لئے ہے پس بیشک فرشتے ہمارے اور ہمارے دوستوں کے خدمت گزار ہیں"۔ اے علیؑ! جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں وہ اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کرنے کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور مومنوں کیلئے استغفار کرتے ہیں اور بخشش کی دعا مانگا کرتے ہیں اور وہ یہ سب کچھ ہماری ولایت و مودّت کے وسیلے سے کرتے ہیں"۔

(ینابیع المودۃ صفحہ ۴۸۵)

قولِ مولف:۔ میں کہتا ہوں کہ پس قرآنِ مجید میں اس قول (آیۂ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ..... الخ.....) سے مقصود و مراد شیعانِ اہلبیتِ اطہار ہیں یعنی حضرت علیؑ اور ان کی اولادِ اطہر و ائمہ طاہرین علیہم الصّلوٰۃ والسّلام۔

۲۔ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَيُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

(یعنی اور جس نے اچھے کام کئے وہ چاہے مرد ہو یا عورت، اگر وہ ایماندار ہے تو ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور انہیں انھیں بے حساب روزی ملے گی)

علامہ بحرانی نے اپنی کتاب "غایۃ المرام" میں فقیہ شافعی ابنِ مغازلی سے ان کی کتاب "مناقب امیر المومنینؑ" کے حوالے سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ قاضی ابو جعفر محمد ابن اسماعیل علوی نے اپنی سندوں کے ساتھ انس ابنِ مالک سے روایت کرتے ہوئے ہمیں خبر دی ہے کہ انھوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہؐ نے فرمایا کہ "میری امت سے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہونگے"۔ پھر آپؐ حضرت علیؑ کی طرف ملتفت و متوجہ ہوئے اور انھیں مخاطب کر کے فرمایا کہ اے علیؑ! وہ سب لوگ تمہارے شیعہ ہونگے اور تم انکے امام ہو گے"۔

(غایۃ المرام صفحہ ۵۷۹)

سورہ شوریٰ (اسمیں ایک آیت ہے)

۱۔ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ، فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۔ (آیت ۷)

(یعنی اور اسی طرح ہم نے تمہارے پاس عربی قرآن بھیجا تاکہ تم مکہ والوں اور اس کے ارد گرد رہنے والوں کو ڈراؤ اور انھیں قیامت کے دن سے بھی ڈراؤ جس کے آنے میں کوئی بھی شک و شبہ

نہیں ہے۔ اس دن ایک فریق جنت میں ہوگا اور ایک دوسرا فریق
جہنم میں ہوگا)

علامہ بحرانی نے علماء عامہ کے ممتاز سربراہ موفق بن احمد سے
انکی مذکورہ سندوں کے ساتھ حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ سے
روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اے علی! میری اُمّت میں تمہاری
مثال عیسیٰ بن مریم جیسی ہے ان کی قوم تین فرقوں میں تقسیم ہوگئی
ایک فرقہ مومنوں کا تھا جو کہ ان کے حواری تھے ایک فرقہ اُن کے
دشمنوں کا تھا جو کہ یہودی تھے اور ایک فرقہ غلو کرنے والا تھا جو کہ
نصرانی (عیسائی) تھے جنہوں نے ان کو اللہ کا بیٹا کہا) اور وہ
لوگ ایمان سے خارج ہوگئے۔ اور میری اُمّت بھی یقیناً عنقریب
تمہارے سلسلے میں تین فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ایک فرقہ
تمہارے شیعوں کا ہوگا جو کہ مومنین ہیں ایک فرقہ تمہارے دشمنوں
کا ہوگا جو کہ ناکثین ہیں اور ایک فرقہ تمہارے بارے میں غلو
کرنے والوں کا ہوگا جو کہ جاحدین (منکرین) یعنی حقیقت کا
انکار کرنے والے ہیں۔ اور اے علیؑ! تم اور تمہارے شیعہ ہی جنت میں
ہونگے اور تمہارے دشمن اور تمہارے بارے میں غلو کرنے والے جہنم میں
ہوں گے" (غایۃ المرام صفحہ ۵۷۷)

قولِ مولف : میں کہتا ہوں کہ اس روایت کے مطابق پیغمبرِ اسلامؐ کی امت دنیا میں تین فرقوں میں منقسم ہوگی اور قیامت (آخرت) میں اس کے صرف دو فرقے ہوں گے۔ ایک فرقہ جنّت میں ہوگا یعنی جنّتی اور ایک فرقہ جہنم میں یعنی جہنمی ۔

سورۂ فتح

(اس میں ایک آیت ہے)

۱۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ○ (آیت ۲۹)

(یعنی اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور اچھے اچھے کام کرتے رہے بخشش ومغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ کیا ہے)

شافعی فقیہ ابن مغازلی نے اپنی کتاب "مناقب" میں اپنی مذکورہ سندوں کے ساتھ حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ان سے خدائے عزوجل کے اس قولِ اقدس کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ ایک جماعت نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جب اس کے بارے میں دریافت کیا کہ اے نبیٔ خداؐ ! یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی ؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ "جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک پرچم سفید نور کا تیار کیا جائے گا۔ اور تب ایک ندا آئیگی کہ سید المومنین (یعنی مومنوں کے سردار علیؑ) اور ان کے ساتھی

بعثتِ پیغمبر کے ساتھ ان پر بھی ایمان لانے والے لوگ کھڑے ہو جائیں پس حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کھڑے ہونگے اور پھر نورِ سفید کا وہ پرچم ان کے ہاتھ میں دیا جائیگا جسکے نیچے مہاجرین و انصار کے تمام سابقین اولین جمع ہونگے مگر ان کے علاوہ دوسرے لوگ ان میں شامل نہیں ہونگے۔ یہاں تک کہ آپ نورِ رب العزت کے منبر پر رونق افروز اور جلوہ فرما ہوں گے اور تمام لوگ آپ کے سامنے ایک ایک کر کے فرداً فرداً پیش کئے جائیں گے پس انہیں ان کا اجر و ثواب اور انکا نور عطا کیا جائے گا۔ پھر جب ان میں کا آخری شخص بھی پیش ہو چکے گا تو ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم جنت میں اپنا وہ مقام و مرتبہ اور اپنی منزل پہچانتے ہو؟ جس کے بارے میں تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ "عِنْدِیْ مَغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ" (یعنی میرے پاس بخشش و مغفرت اور اجرِ عظیم ہے) یعنی کہ جنت! پس اس وقت حضرت علیؑ اور ان کی نوری جماعت کے لوگ جو انکے پرچم کے سائے میں ہونگے ان کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ یہاں تک کہ حضرت علیؑ ان سب لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔" (حدیثِ نبوی)

(مناقب ابن مغازلی صفحہ ۳۲۲ طبع اول)

سورۂ ق (اس میں ایک آیت ہے)

۱۔ وَاَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝
(یعنی خدا کا حکم ہو گا کہ تم دونوں ہر سرکش ناشکرے کو جہنم میں ڈال دو)

علامہ بحرانی نے اپنی کتاب "المناقب الفاخرۃ فی عترۃ الطاہرۃ" میں اپنی مذکورہ سندوں کے ساتھ زید بن عبداللہ بن مسعود سے اور انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ایک دن میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے حق دکھا دیجئے تاکہ میں اس کی پیروی کروں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اے ابن مسعود! حجرے میں جا کر دیکھو۔ میں حجرے میں داخل ہوا اور حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ کو رکوع وسجود کرتے ہوئے دیکھا جو اپنی نماز کے بعد کہہ رہے تھے کہ "اے اللہ! تجھے اپنے رسول مقبولؐ اور عبد خاص کی حرمت کا واسطہ میرے شیعوں میں سے خطا کار لوگوں کو بخش دے"۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ پھر میں کمرے سے باہر نکلا تاکہ حضرت رسول اللہؐ کو اس بات کی خبر دوں تو میں نے آپؐ کو بھی رکوع وسجود کی حالت میں پایا اور آپؐ فرما رہے

کہتے کہ "اے اللہ! تجھے اپنے بندہ خاص، علیؑ ابن ابی طالبؑ کی حرمت کا واسطہ میری اُمّت کے گنہگار لوگوں کو بخش دے"!

ابنِ مسعود کہتے ہیں کہ پھر مجھ پر ایسا خوف غالب آگیا کہ مجھ پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ پس نبیؐ کریمؐ نے اپنا سرِ مبارک اُٹھایا اور مجھ سے فرمایا کہ "اے ابنِ مسعود! کیا ایمان (لانے) کے بعد کُفر (اختیار) کرنیکا ارادہ ہے؟" تو میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ معاذاللہ! (میں اس کے لئے خدا سے پناہ مانگتا ہوں) لیکن میں نے دیکھا کہ حضرت علیؑ تو اللہ تعالےٰ سے آپکے واسطے سے سوال کر رہے ہیں اور آپؐ اللہ تعالےٰ سے علیؑ کے وسیلے سے سوال کر رہے ہیں۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اے ابنِ مسعود! بے شک اللہ تعالےٰ نے مجھے علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو اپنی عظمت و جلالت کے نور سے آغازِ تخلیق سے دو ہزار سال قبل پیدا کیا جبکہ نہ تسبیح تھی نہ تقدیس۔

اور پھر میرے نور کے ٹکڑے کر کے اُس سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اس لئے میں آسمانوں اور زمین سے افضل و اشرف ہوں ___ اور علیؑ کے نور کے ٹکڑے کر کے اس سے عرش و کرسی کو پیدا کیا اس لئے علیؑ عرش و کرسی سے بہتر و برتر ہیں۔ اور

حسنؑ کے نور کے ٹکڑے کر کے اس سے لوح و قلم کو پیدا کیا اسلئے
حسنؑ لوح و قلم سے بہتر و برتر ہیں۔

اور حسینؑ کے نور کے ٹکڑے کر کے اس سے جنتوں اور
حور عین کو پیدا کیا اس لئے حسینؑ ان دونوں سے افضل و بہتر ہیں۔
پھر مشرق و مغرب کی تمام سمتوں میں اندھیرا چھا گیا تو فرشتوں
نے اللہ تعالیٰ سے اس اندھیرے کی شکایت کی اور کہا کہ تجھے ان
نورانی اور لطیف و پاکیزہ اجسام کے حق کی قسم اس اندھیرے کو
ہم سے دور کر دے۔

پس اللہ عز وجل نے ایک روح کو پیدا کیا اور اس کو
ایک دوسری روح سے ملا دیا۔ پھر اس سے ایک نور کو پیدا کیا
پھر اس نور کو اس نور سے منسوب و متصل کر دیا اور پھر اس سے
(حضرت فاطمہ) زہراؑ کو پیدا کیا اور اسی وجہ سے آپ کا نام
"زہراؑ" رکھا گیا پس ان ہی سے مشرق و مغرب کی تمام سمتیں
روشن و منور ہو گئیں۔

اے ابن مسعود! جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ عز وجل
مجھ سے اور علیؑ سے فرمائے گا کہ تم دونوں جسکو چاہو جہنم میں ڈالدو۔
اور یہی مقصود و مراد ہے اللہ تعالےٰ کے اس قول پاک کا کہ ۔
اَلْقِیَا فِیْ جَہَنَّمَ کُلَّ کَفَّارٍ عَنِیْدٍ ۝ (یعنی تم دونوں ہر سرکش

ناشکرے کو جہنم میں ڈال دو۔)

پس "کفّار" سے مُراد وہ ہے جو میری نبوّت کا انکار کرے اور "عنید" سے مقصود وہ ہے جو علیؑ اور ان کے اہلبیت اور اُن کے شیعوں کی مخالفت اور ان سے سرکشی کرے۔

(غایۃ المرام صفہ ۴۸۹)

قولِ مؤلّف: احتمال یہ بھی ہے کہ تمام فرشتوں کی تخلیق رسول اللہ صلعم کے نورِ مبارک سے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے فوراً بعد ہوئی۔ اس وجہ سے کہ "سماوات والارض" کا اطلاق ملائکہ پر بھی ہو سکتا ہے۔

اور احتمال اس بات کا بھی ہے کہ فرشتوں کی خلقت الگ اور مختلف ہو پس عرش و کرسی پر موکّل فرشتے حضرت علیؑ کے نور سے پیدا کئے گئے ہوں اور لوح و قلم پر موکّل فرشتے امام حسنؑ کے نور سے پیدا کئے گئے ہوں اور جنت کے فرشتے امام حسینؑ کے نور سے پیدا کئے گئے ہوں۔ اور انکے علاوہ دوسرے اور بھی کئی احتمالات ہو سکتے ہیں۔

سورۂ قمر (اس میں دو آیتیں ہیں)

۱۲: - اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ٥ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ ٥ (آیت ۵۴، ۵۵)

(یعنی بیشک متقی اور پرہیزگار لوگ بہشت کے باغوں اور نہروں پر اپنے پسندیدہ مقام میں مکمل قدرت رکھنے والے بادشاہ کی بارگاہ میں (مقرب خاص) ہوں گے۔)

علامہ بحرانی نے اپنی کتاب "غایۃ المرام" میں صدر الائمہ محمد بن احمد المکی الحنفی سے ان کی کتاب "فضائل امیر المومنین" کے حوالے سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا ہے کہ سید ابو طالب نے اپنی سندوں کے ساتھ جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ص نے حضرت علی ع سے فرمایا کہ ــــ "بے شک جو تم سے محبت کرے اور تمہاری ولایت دل میں رکھے اللہ اس کو ہمارے ساتھ جنت میں رکھے گا"۔

پھر رسول اللہ ص نے اس آیہ مبارکہ کی تلاوت فرمائی۔
"اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ۝ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝

(غایۃ المرام صفحہ ۲۱۱)

سورۂ واقعہ (اسمیں آٹھ آیتیں ہیں)

۱۔ ۲ ـ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝
(آیت ۱۰، ۱۱)

(یعنی جو لوگ سبقت لے جانے والے ہیں (ایمان و اعمال کے سلسلے میں ان کا کیا کہنا) وہ تو یقیناً آگے بڑھ جانے والے ہیں۔ اور یہی لوگ تو مقرب بارگاہِ الٰہی ہیں۔)

حافظ حاکم الحسکانی الحنفی نے اپنی کتاب "شواہد التنزیل لِقواعِد التفضیل" میں روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ ابو عبدالرحمٰن احمد بن عبداللہ بن ابراہیم الصوفی نے اپنی سندوں کے ساتھ ابنِ عباسؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ سے اللہ تعالےٰ کے اس قولِ مبارک وَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ ۝ اُولٰئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ "مجھ سے جبرئیل نے اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ جنّت میں علیؑ اور ان کے شیعہ ہیں"

(شواہد التنزیل جلد ۲ صفحہ ۲۱۵-۲۱۶)

قولِ مولف :- میں کہتا ہوں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ (شیعانِ علیؑ) جنّت میں سب سے پہلے داخل ہونیوالے ہیں اور خطیب ابوبکر احمد بن علی البغدادی نے بھی اپنی "مناقب" میں اسی حدیث کو ابنِ عباسؓ سے اور انھوں نے رسول اللہؐ سے اس طرح بیان کی ہے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ مجھ سے

جبرئیل نے کہا کہ "وہ علیؑ اور ان کے شیعہ ہیں جو جنّت میں پہلے داخل ہونے والے ہیں اور اللہ کی طرف سے انھیں عطا کی گئی اس کی اس کرامت و بزرگی سے مقرّب بارگاہ ہیں جو انھیں کیلئے مخصوص ہے"۔

(مناقب خطیب البغدادی صفحہ ۱۸۷)

۳، ۴، ۵، ۶:۔ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ○ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ○ عُرُبًا اَتْرَابًا ○ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ○

(آیت ۳۵ تا ۳۸)

(یعنی ان کو وہ حسین و جمیل حوریں ملیں جنھیں ہم نے بالکل نیا نیا پیدا کیا ہے تو ہم نے انھیں کنواریاں اور پیاری پیاری ہمجولیاں بنایا اور یہ سب داہنے ہاتھ میں (اپنا نامۂ اعمال) لینے والوں (نیکو کاروں) کے لئے ہیں)

حافظ حاکم الحسکانی الحنفی نے روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ مجھ سے قاضی ابوبکر الحیری نے اپنی سندوں کے ساتھ حضرت ابوجعفر (امام محمد بن علی الباقرؑ) سے اللہ تعالیٰ کے اس قول مبارک کے بارے میں حدیث بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ "اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ" (داہنے ہاتھ میں نامۂ اعمال رکھنے والے نیکو کاروں) سے مراد ہم اہلبیت کے شیعہ ہیں۔

(شواہد التنزیل جلد ۲ صفحہ ۲۹۴)

۸۷:۔ وَاَمَّآ اِنْ کَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ o فَسَلٰمٌ لَّکَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ o (آیت ۹۰۔۹۱)

(یعنی اور اگر وہ داہنے ہاتھ والوں میں سے یعنی نیک اعمال لوگوں میں سے ہے تو (اس سے کہا جائیگا کہ) تم پر داہنے ہاتھ والوں (نیکو کاروں) کی طرف سے سلام ہو)

حافظ حاکم الحسکانی الحذّمی نے روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ مجھ سے عبدالرحمن بن حسن الحافظ نے اپنی مذکورہ سندوں کے ساتھ عنبسہ بن نجاد العابدی سے اور انھوں نے جناب جابرؓ سے اور حضرت جابرؓ نے حضرت ابو جعفر (امام محمد باقرؑ) سے بیان کرتے ہوئے خبر دی ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس قولِ مقدس "اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ" (داہنے ہاتھ والوں) کے بارے میں فرمایا کہ "ہم اور ہمارے شیعہ ہی "اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ" ہیں"۔

(شواہد التنزیل جلد ۲ صہ ۲۹۳)

سورۃ حدید (اس میں دو آیتیں ہیں)

۱۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ ا

اَصْحَابُ الْجَحِیْمِ ۝ (آیت ۱۹)

(یعنی اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاتے ہیں یہی لوگ اپنے پروردگار کے نزدیک صدیقوں اور شہیدوں میں شمار ہونگے۔ ان کے لئے انھیں صدیقوں اور شہیدوں کا اجر اور انھیں کا نور ہوگا۔ اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی لوگ جہنمی ہیں۔)

علامہ شافعی ابن مغازلی نے اپنی "مناقب" میں اپنی مذکورہ سندوں کے ساتھ ابن عباسؓ سے اور انھوں نے حضرت رسول اللہؐ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول پاک "اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ" کی تفسیر کے بارے میں روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ ایک جماعت نے نبی کریمؐ سے پوچھا کہ اے خدا کے نبی! یہ آیت کس بارے میں نازل ہوئی ہے؟ تو حضورؐ نے فرمایا کہ "جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک پرچم سفید نور سے تیار کیا جائے گا اور ایک منادی ندا دے گا "سید المومنین" (مومنوں کے سردار) کھڑے ہو جائیں۔ چنانچہ حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کھڑے ہوں گے پس اللہ تعالیٰ سفید نور کا وہ پرچم اُن کے ہاتھ میں دیگا جسکے نیچے مہاجرین و انصار کے تمام سابقین اولین جمع ہوں گے مگر اُن کے علاوہ دوسرے لوگ اسمیں شامل نہیں ہوں گے۔ یہاں تک کہ آپ

نورِ ربّ العزت کے منبر پر رونق افروز و جلوہ فرما ہوں گے۔
اور تمام [illegible] کے سامنے ایک ایک کرکے فرداً فرداً پیش
کئے جائیں گے پس انھیں ان کا اجر و ثواب اور ایمان کا نور عطا
کیا جائے گا۔ پھر جب ان میں کا آخری شخص بھی پیش ہو چکے گا
تو ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم جنّت میں اپنا وہ مقام و
مرتبہ اور اپنی منزل جانتے پہچانتے ہو؟ جس کے بارے میں
تمہارا پروردگار ارشاد فرما رہا ہے کہ "عِندِیْ لَکُمْ مَغْفِرَۃٌ
وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ؁" (میرے پاس تمہارے لئے بخشش و مغفرت
اور اجرِ عظیم ہے) یعنی جنت! پس اس وقت حضرت علی ابنِ
ابیطالب اور ان کی پوری جماعت کے لوگ جو اُن کے پرچم
کے سائے میں ہوں گے ان کے ساتھ کھڑے ہو جائیں گے۔
یہاں تک کہ حضرت علی اُن سب لوگوں کے ساتھ جنّت میں
داخل ہوں گے۔ پھر آپ منبر پر واپس تشریف لائیں گے اور
تمام مومنین مسلسل آپ کے سامنے پیش ہونگے اور اُن میں سے
ہر ایک جنّت میں اپنا حصہ لیگا اور باقی تمام قومیں اور جماعتیں
جہنم کے لئے چھوڑ دی جائیں گی۔ چنانچہ اللہ عزوجل کے اس
قولِ پاک "وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ اُولٰٓئِکَ ھُمُ
الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ اَجْرُھُمْ وَنُوْرُھُمْ"

کا مطلب و مقصد یہی ہے یعنی سابقینِ اولین، مومنین اور اہلِ ولایتِ امیر المومنین (حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ)

اور اللہ تعالیٰ کے اس قولِ مبارک "وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ" سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے حقِ علیؑ اور ولایتِ علیؑ سے انکار کیا ہے" جبکہ حقِّ ولایتِ علیؑ تمام عالمین پر واجب ہے"

(مناقب ابنِ مغازلی صفحہ ۳۲۲ طبع اوّل)

قولِ مولف: اہلِ ولایت امیر المومنین حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ اُن کے شیعہ ہی ہیں۔ اس لئے یہی وہ لوگ ہیں جن کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور یہی لوگ اپنے پروردگار کے نزدیک صدیقین و شہداء کے مرتبے پر فائز ہیں۔ انھیں کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اجر و ثواب ہے اور انھیں کیلئے اُن کا وہ مخصوص نور ہے جو اللہ تعالیٰ کے نور سے اخذ کر کے حاصل کیا گیا ہے

۲۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آیت ۲۸)

(یعنی اے ایماندارو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسولؐ (حضرت محمدؐ) پر ایمان لاؤ تو اللہ اپنی رحمت کے دو حصے تم کو

عطا فرمائے گا اور تم کو ایسا نور عطا فرمائے گا جس کی روشنی میں تم چلو گے اور وہ تمھیں بخشش بھی دے گا۔ اور اللہ تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے)

حافظ حاکم الحسکانی الحنفی نے اپنی کتاب "شواہد التنزیل لقواعد التفضیل" میں روایت کی ہے کہ مجھ سے محمد بن عبداللہ بن احمد الصوفی نے اپنی سندوں کے ساتھ سعد بن طریف سے اور انھوں نے حضرت ابو جعفر سے اللہ تعالیٰ کے اس قولِ اقدس یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ .... الخ .... کے بارے میں بیان کیا ہے کہ آپ نے اس سلسلے میں فرمایا کہ جو شخص حضرت علیؑ کی ولایت سے وابستہ متمسک ہو گا اس کے لئے نور ہو گا۔" (شواہد التنزیل جلد ۲ صفحہ ۲۲۸)

اور حافظ حاکم الحسکانی الحنفی نے ہی روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن الحسن نے اپنی سندوں کے ساتھ ابنِ عباسؓ کے غلام ابی عبید سے روایت کی ہے کہ میں نے ابو سعید خدری سے سنا ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ:

"سنو! اور آگاہ ہو جاؤ کہ کوئی بھی بندہ (شخص) میرے اہلبیتؑ سے محبت نہیں کریگا مگر یہ کہ اللہ عزّ وجل اس کو ایک خاص نور عطا فرمائے گا۔ یہاں تک کہ وہ حوضِ کوثر پر پہونچے گا اور

کوئی بھی بندہ (شخص) میرے اہلبیت سے بغض و عداوت نہیں رکھے گا مگر یہ کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اس کو اپنے نور سے محروم کر دے گا۔" (شواہد التنزیل جلد ۲ صفحہ ۲۲۹)

قولِ مولف: میں کہتا ہوں کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ۔ "شیعانِ اہلبیتؑ" اللہ تعالیٰ کے اس نورِ خاص سے ممتاز و سرفراز ہونگے جسکے ذریعہ وہ روزِ قیامت کی تاریکیوں میں ہدایت حاصل کرینگے۔

سورۃ مجادلہ (اسمیں ایک آیت ہے)

۱۔ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (آیت ۲۲)

(یعنی جو لوگ اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں تم انکو اللہ اور اسکے رسولؐ کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے، چاہے وہ اُن کے باپ، بیٹے یا بھائی یا اہلِ خاندان ہی کیوں نہ ہوں

یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو نقش کر دیا ہے اور اپنے خاص نور سے اُن کی تائید وحمایت کی ہے اور انکو بہشت کے ان سرسبز وشاداب باغوں میں داخل کریگا جنکے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے' خدا اُن سے راضی ہے اور وہ خدا سے راضی ہیں یہی خدا کی جماعت ہے آگاہ ہو جاؤ کہ خدا ہی کی جماعت کے لوگ فلاح یافتہ ہیں۔)

حافظ حاکم الحسکانی (الحنفی) نے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ مجھ سے ابوبکر محمد بن الحسین بن صالح السبیعی کے حوالے سے اُن کی سندوں کے ساتھ علی بن محمد بن البشر سے لوگوں کے ذریعہ روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں (امام) محمد بن علیؑ (باقر) کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک سوار اپنے اونٹ کو ہکاتا ہوا آیا پھر وہ آگے بڑھا اور اس نے ایک خط ان کے حوالے کیا پس جب آپ نے وہ خط پڑھا تو فرمایا کہ (وہ گنجا) مہلّب (ہجو شدہ) ہم سے کیا چاہتا ہے؟ خدا کی قسم آج ہمارے پاس سامانِ دنیا کی کوئی چیز نہیں ہے اور نہ ہی ہمارے پاس حکومت وسلطنت ہے۔

پھر اس سوار نے (جس نے وہ خط پیش کیا تھا) کہا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں جو شخص دنیا و آخرت دونوں چاہتا ہے تو یہ دونوں ہی آپ اہلبیت کے پاس ہیں۔

تو آپ (حضرت امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ ماشاءاللہ!
تم آگاہ ہو جاؤ کہ جو شخص بھی ہمیں خدا کیلئے دوست رکھے گا خدا اسکو
ہماری محبت کا فیض پہونچائے گا۔ اور جو شخص ہمیں خدا کے بغیر دوست
رکھے گا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اس کے امور و معاملات میں جیسا
چاہے گا فیصلہ کریگا۔ یقیناً ہم اہلبیتؑ کی محبت ایسی شئی ہے
جسے اللہ تعالیٰ بندے کے دل پر لکھ کر نقش کر دیتا ہے اور ظاہر ہے
کہ جس شخص کے دلمیں ہماری محبت اللہ تعالیٰ ثبت کر دیگا پھر اسکو کوئی
بھی نہیں مٹا سکتا۔ کیا تم نے نہیں سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ عز و جل
ارشاد فرماتا ہے کہ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ...الخ.... "پس ہم اہلبیتؑ کی محبت ہی
ایمان ہے۔" (شواہد التنزیل جلد ۲ صفحہ ۲۴۵)

سورۂ حشر (اسمیں ایک آیت ہے)

۱۔ لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ ، أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ ٥ (آیت ۲۰)

(یعنی جہنم والے اور جنّت والے ہرگز برابر نہیں ہو سکتے، جنّت
والے لوگ ہی تو کامیاب و کامران ہیں)

علامہ بحرانی نے ابو مؤید موفق بن احمد الحنفی سے انکی سند وں

کے ساتھ ابوزبیر سے اور انھوں نے جناب جابرؓ سے روایت کی ہے کہ "انھوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اتنے میں حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ تشریف لائے تو حضرت رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ (قسم ہے اس پاک پروردگار کی) جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بیشک یہ علیؑ اور اس کے شیعہ ہی قیامت کے دن کامیاب و کامران ہوں گے۔" (غایۃ المرام صفحہ ۳۲۸)

سورۃ صف (اسمیں ایک آیت ہے)

۱۔ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَیُدْخِلْکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ (آیت ۱۲)

(یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بخش دیگا اور تمہیں بہشت کے ان باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، اور پاک و پاکیزہ مکانات میں جگہ دیگا جو جاودانی بہشت میں ہیں اور یہی تو بڑی کامیابی ہے)

علامہ بحرانی نے مسند احمد بن حنبل سے انکی سندوں کے ساتھ اور انھوں نے فضل بن زید بن ارقم سے روایت کی ہے

کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چاہتا ہے کہ وہ اُس سُرخ شاخ کو پکڑ کر تھام لے جسے اللہ تعالیٰ نے جنت عدن میں اپنی داہنی طرف لگایا ہے تو اس کو چاہیئے کہ وہ حضرت علی ع ابنِ ابی طالب ع کی محبت سے تمسک و تعلق اختیار کرے۔

(ینابیع المودۃ صفحہ ۵۷۸)

سورۂ مزّمّل (اسمیں ایک ۱ آیت ہے)

۱۔ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَاۗءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ (آیت ۱۹)

(یعنی بے شک یہ نصیحت ہے تو پھر جو شخص چاہے اپنے پروردگار کی راہ اختیار کرے)

شافعی مسلک کے فقیہ حافظ ابنِ حجر مکی نے اپنی کتاب "صَواعِقِ مُحرِقَہ" میں عبدالعزیز سے اپنی سندوں کے ساتھ حضرت نبی کریم صلعم سے روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ۔
"میں اور میرے اہلبیت ع جنت کا ایک درخت ہیں جسکی شاخیں دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں پس جس شخص نے ہم سے تمسک و تعلق اختیار کیا اُسی نے اپنے پروردگار کا راستہ اختیار کیا۔"

(صواعق محرقہ صفحہ ۹۰)

قولِ مولف: میں کہتا ہوں کہ شیعہ ہی نبیؐ کریمؐ اور ان کے اہلبیت سے تمسک و تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے صرف یہی لوگ ہیں جن پر رسول اللہؐ کے حکم کے مطابق آیۂ کریمہ "فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا ہ" پوری طرح منطبق ہوتی ہے اور ہر طرح صادق آتی ہے۔

سورۂ مدثر (اسمیں تین آیتیں ہیں)

۱، ۲، ۳: کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَهِیْنَةٌ ہ اِلَّا اَصْحَابُ الْیَمِیْنِ ہ فِیْ جَنّٰتٍ یَتَسَآءَلُوْنَ ہ (آیت ۳۸ تا ۴۰)

(یعنی ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے رہن رکھا ہوا ہے مگر داہنے ہاتھ (میں اپنے نامۂ اعمال رکھنے) والے لوگ بہشت کے باغوں میں پوچھ رہے ہوں گے)

حافظ حاکم الحسکانی (الحنفی) نے روایت کی ہے کہ مجھ سے ابوبکر البجری نے اپنی مذکورہ سندوں کے ساتھ عنبسہ العابد سے، انھوں نے جابرؓ سے اور انھوں نے حضرت ابوجعفر (امام محمد باقرؑ) سے اللہ تعالیٰ کے اس قولِ پاک "کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَهِیْنَةٌ ..... الخ ....." کے بارے میں حدیث بیان کی کہ آپ (حضرت امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ "وہ "اصحابِ یمین" (داہنے

ہاتھ میں نامۂ اعمال رکھنے والے نیکوکار) ہم اہلبیتؑ کے شیعہ ہیں"
(شواہد التنزیل جلد ۲ صفحہ ۲۹۳)

سورۂ نبأ (اس میں ایک آیت ہے)

۱۔ یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ صَفًّا لَّا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًاہ (آیت ۳۸)

(یعنی جس دن روح الامین حضرت جبرئیل اور دوسرے فرشتے اسکے سامنے صف بستہ کھڑے ہوں گے اس دن اس سے کوئی بھی بات نہیں کرسکے گا مگر جسے خدا اجازت دے وہ پاک صاف اور معقول و مناسب بات کہے گا۔)

حافظ حاکم الحسکانی (الحنفی) نے فرات بن ابراہیم کی تفسیر سے نقل کرتے ہوئے اُن کی سندوں کے ساتھ ابو جارود سے روایت کی ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ حضرت ابو جعفر (امام محمد باقرؑ) نے اللہ تعالےٰ کے اس قولِ مبارک "یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ ۔۔۔ الخ ۔۔۔" کے سلسلے میں فرمایا کہ "جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک موقع پر بندوں کے دلوں سے قول لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اس طرح نکل جائے گا جیسے کہ اُچک لیا گیا ہو، سوائے اس شخص کے جس نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت کا اقرار کیا ہو چنانچہ اللہ تعالےٰ کے اس قولِ مبارک،

"اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ" کا مطلب یہی ہے کہ صاحبانِ ولایتِ علی ہی کو اللہ اجازت دیگا۔ پس وہی لوگ وہ ہیں جنکو قول لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ذریعے اجازت دی جائے گی۔

(شواہد التنزیل جلد ۲ صفحہ ۳۲۲)

قولِ مولف: میں کہتا ہوں کہ "یُؤْذَنُوْنَ" کا مطلب یہ ہے کہ انھیں تکوینی اجازت دی جائے گی کیونکہ "دلوں سے اُچک لئے جانے" کے لحاظ سے یہی مناسب ہے۔ چنانچہ صاحبان ولایتِ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کے دلوں سے کلمۂ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ چھین ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ وہ لوگ اُسے یاد رکھیں گے اور ان کیلئے اسی کے ذریعہ جنت کی منزل تمام وکمال تک پہونچے گی۔

سورۂ تکویر (اسمیں ایک آیت ہے)

۱۔ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝ (آیت ۱۰)

(یعنی جس وقت اعمال کے دفتر کھولکر نشر کئے جائیں گے)

علامہ بحرانی نے ابنِ مغازلی شافعی سے اپنی سندوں کے ساتھ سعید زہری سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے میں نے حضرت رسول اللہؐ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے

کہ "مومن کے صحیفے کا عنوان علیؑ ابن ابیطالب کی محبت ہے"۔

(غایۃ المرام صفحہ ۵۷۹)

قولِ مولف: میں کہتا ہوں کہ "صحیفۃ المؤمن" میں اہم کلمہ جس کے ذریعے یہ پہچان کی جائے گی کہ اس صحیفے کا حامل شخص مومن ہے یا غیر مومن ہے؟ "حُبِّ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ ہے"۔ پس اگر صحیفے میں "محبتِ علیؑ" ہوگی تو اس کا حامل شخص مومن ہوگا اور "محبتِ علیؑ" صحیفے میں نہ ہوگی تو اس کا حامل شخص غیر مومن ہوگا چاہے وہ کوئی بھی ہو۔

سورۂ انشقاق (اسمیں تئیس آیتیں ہیں)

۱، ۲، ۳: فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ۝ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ۝ وَيَنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۝

(یعنی پس جس کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے آسان طریقے سے حساب لیا جائے گا اور پھر وہ اپنے قبیلے (جماعتِ مومنین) کی طرف شاد و مسرور پلٹ جائے گا)

علامہ بحرانی نے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ محمد بن احمد بن علی بن شاذان نے اپنی کتاب "مناقب امیر المومنینؑ" میں ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ طریقۂ عامہ و مسلکِ جمہور کی سیکڑوں روایتوں

بیں ہے کہ عبداللہ بن عمر نے روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم نے حضرت رسول اللہ صلعم سے حضرت علی ع ابن ابیطالب ع کے بارے میں پوچھا تو آپ صلعم نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ " آخر لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اس شخص کے بارے میں بار بار تذکرہ کرتے ہیں جس کی قدر و منزلت اللہ کے نزدیک میری قدر و منزلت کے برابر ہے اور جس کا مقام و مرتبہ سوائے منصب نبوت کے میرے مقام و مرتبہ جیسا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جس نے علی ع سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور (اس علی ع کے معاملے میں) جس سے خدا راضی ہو گیا اس کے لئے جنّت حاصل کرنے کے لئے بس یہی اتنا کافی ہے۔ خبردار ہو جاؤ کہ جو علی ع کو دوست رکھتا ہے اس کے لئے فرشتے استغفار کرتے ہیں اور اس کے لئے جنّت کے تمام دروازے کھول دیئے جائیں گے وہ جس دروازے سے بھی چاہے گا جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو جائے گا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جو علی سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا نامۂ اعمال اسکے داہنے ہاتھ میں عطا کریگا اور اس کا انبیاء کرام کی طرح آسان حساب لیگا"

(غایۃ المرام صفحہ ۵۸۰)

قول مولف : میں کہتا ہوں کہ شاید نبیؐ کریم صلعم صحابہ کے اس سوال کی وجہ سے غضبناک ہوئے تھے جو انھوں نے حضرت علی ع کے بارے میں آنحضرت سے کئے تھے جس کا جواب آپ حضرت علی ع کی فضیلت کے

سلسلے میں بار بار پوشیدہ اور اعلانیہ طور پر ارشاد فرما چکے تھے۔ اور جن حضرت علیؑ کے حق میں قرآنِ حکیم کی بہت سی آیتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس لئے ایسے شخص کے بارے میں اس کی قدر و منزلت اور مقام و مرتبہ کے متعلق بار بار سوال کرنے کا مقصد ایک طرح سے اس کی اہانت کرنا اور اس کی فضیلت کو مشکوک و مشتبہ بنانا ہوتا ہے۔

سورۃ بلد (اس میں ایک آیت ہے)

۱۔ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝ (آیت ۱۱)

(یعنی پس پھر وہ گھاٹی سے ہو کر (کیوں) نہیں گزرا؟)

حافظ حاکم الحسکانی (الحنفی) نے فرات بن ابراہیم سے اس کی سندوں کے ساتھ اور انھوں نے ابان بن تغلب سے اور انھوں نے حضرت ابو جعفرؑ (حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کے پوتے حضرت امام محمد باقرؑ) سے روایت کی ہے کہ آپ سے اللہ تعالیٰ کے اس قولِ اقدس "فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ" کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اپنے سینۂ مبارک پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ ہم ہی وہ گھاٹی ہیں۔ جو ہم سے ہو کر (ہماری محبت ساتھ لیکر) گزرا وہ نجات پا گیا۔ (شواہد التنزیل جلد ۲ صفحہ ۲۳۲)

قولِ مولف : یہ تفسیر اُن بہت سی باطنی تفسیروں میں سے ہے۔ جن کے بارے میں نبیؐ کریم اور آپ کے اہلبیتِ کرام سے بہت سی روایتیں بیان کی گئی ہیں کہ قرآنِ کریم کے ظاہری معانی و مطالب بھی ہیں اور باطنی مفاہیم بھی ہیں۔ اور اسی لئے اگر ظاہر و باطن میں کچھ فرق نظر آئے یعنی ظاہری معنی کچھ اور ہوں اور باطنی مفہوم کچھ اور ہوں تو یہ کوئی تضاد یا اختلاف و منافات نہیں کہلائے گا۔ ایسی غیر اہم اور ناقابل اعتنا مثالیں قرآنِ حکیم کی بہت سی آیتوں میں مل جائیں گی۔

سورۂ تین (اس میں آٹھ آیتیں ہیں)

۱ تا ۸ : بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝ (آیت ۱ تا ۸)

(یعنی خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان،

نہایت رحم کرنے والا ہے۔ انجیر اور زیتون کی قسم اور طور سینین کی قسم اور اس امن والے شہر (مکہ) کی قسم کہ ہم نے انسان کو بہت ہی اچھے کینڈے کا پیدا کیا تو پھر ہم نے اُسے پست سے پست تر حالت کی طرف پھیر دیا۔ مگر یہ کہ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اچھے کام کرتے رہے ان کے لئے بے حد و حساب اور بے انتہا اجر و ثواب ہے۔ تو پھر (اے رسولؐ) ان دلیلوں کے بعد تمکو روز جزا کے بارے میں کون جھٹلا سکتا ہے؟ کیا خدا سب سے بڑا حاکم و فرمانروا نہیں ہے؟ یقیناً ہے!)

حافظ حاکم الحسکانی الحنفی نے اپنی سندوں کے ساتھ فرات بن ابراہیم کوفی کی تفسیر کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ انھوں نے محمد بن فضیل الصیرفی سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ بن جعفرؑ (الکاظم) سے اللہ تعالیٰ کے اس قولِ مقدس "وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ" کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ "تِیْنْ" (انجیر) سے مُراد حضرت امام حسنؑ ہیں اور "زَیْتُوْنْ" سے مُراد حضرت امام حسینؑ ہیں ــــ اور "طُوْرِ سِیْنِیْنَ" سے مُراد امیر المومنین حضرت علیؑ ہیں اور "ھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنْ" سے مُراد حضرت رسول اللہؐ ہیں۔ یہی وہ راستہ ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اُنکے

راستے میں جہنم سے بچا کر امان میں رکھے گا جو اس کی اطاعت کرینگے

"اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ" سے مراد امیر المومنین حضرت علیؑ اور ان کے شیعہ ہیں (یعنی حضرت علیؑ اور اُن کے اہلبیتؑ کے شیعہ) پس انھیں کے لئے بے حد و حساب اور بے انتہا اجر و ثواب ہے۔

اور حضرت امام موسیٰ بن جعفرؑ (الکاظمؑ) ہی سے روایت ہے کہ "فَمَا یُکَذِّبُکَ بَعْدُ بِالدِّیْنِ" سے مراد ولایتِ حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہے۔

(شواہد التنزیل جلد ۲ صفحہ ۳۵۳)

قولِ مولف: میں کہتا ہوں کہ یہ بھی تفسیر باطن ہی کی ایک مثال ہے۔

سورۂ بیّنہ (اس میں دو آیتیں ہیں)

۱' ۲ : اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ o جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ o (آیت ۷' ۸)

(یعنی بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اچھے کام کرتے رہے یہی لوگ بہترین خلائق ہیں۔ ان کی جزا اُن کے پروردگار کے یہاں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے لئے (سرسبز و شاداب) باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ ابدالآباد تک ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ خدا ان سے راضی و خوشنود ہے اور وہ خدا سے راضی و خوش ہیں۔ یہ جزا خاص طور سے اس شخص کیلئے مخصوص ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرے۔)

حافظ حاکم الحسکانی (الحنفی) نے اپنی سندوں کے ساتھ ابوبکر حارثی سے اور انھوں نے ابن عبّاس سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت "اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ" نازل ہوئی تو حضرت نبی کریمؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ "اے علیؑ وہ (خَیْرُ الْبَرِیَّۃ) تم اور تمہارے شیعہ ہیں" قیامت کے دن تم اور تمہارے شیعہ اس حالت میں آؤ گے کہ تم لوگ خدا سے راضی و خوش ہو گے اور خدا تم لوگوں سے راضی و خوشنود ہو گا۔ اور تمہارے دشمن اس حالت میں آئیں گے کہ وہ خدا کے غضب میں مبتلا ہوں گے اور (جہنم کی طرف) ڈھکیلتے ہوئے لے جائے جائیں گے۔

پھر حضرت علیؑ نے پوچھا کہ یارسول اللہؐ میرے دشمن

کون ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ جو تم سے برائت کرے اور تم پر لعن طعن کرے۔ اور پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ "جو شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ علیؑ پر رحمت نازل کرے تو خدا اس پر رحمت نازل کرتا ہے۔" (شواہد التنزیل جلد ۲ صفحہ ۳۵۷)

قولِ مولف: میں کہتا ہوں کہ افسوس صد افسوس! معاویہ ابن ابی سفیان اور ان تمام لوگوں کی آخرت و عاقبت کی تباہی و بربادی ہے جو حضرت علیؑ کے بغض و عناد اور ان پر سبّ و شتم کرنے میں اس (معاویہ) کے طور طریقے اور طرزِ عمل کی پیروی کرتے ہیں۔

اور ابنِ جریر طبری نے اپنی تفسیر (جامع البیان فی تفسیر القرآن) میں اپنی سندوں کے ساتھ حضرت رسول اللہؐ سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ "(اے علیؑ) اس آیت سے تم اور تمہارے شیعہ مُراد ہیں۔"

(جامع البیان فی تفسیر القرآن تفسیر سورۃ البینۃ)

اور "آلوسی" نے اپنی تفسیر (روح المعانی) میں اس آیت کی تفسیر میں متعدد روایتیں بیان کی ہیں۔ انھیں میں سے وہ روایت بھی ہے جو انھوں نے ابنِ مردویہ سے روایت

کرتے ہوئے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ "حضرت رسول اللہؐ نے اس آیۂ مبارکہ کے نزول کے وقت حضرت علیؑ سے فرمایا کہ (اے علیؑ) وہ تم اور تمہارے شیعہ ہیں، میرا اور تمہارا موعد و مقام ملاقات حوضِ کوثر ہے، جب تمام امتیں اور جماعتیں میدانِ حشر میں حساب کتاب کے لئے آئیں گی تو اس وقت وہ تم لوگوں کو "روشن پیشانیوں اور منور چہروں والے" کہہ کر پکاریں گی" (تفسیر روح المعانی حصہ نمبر ۳ سورۃ البینۃ)

اور دوسرے مذاہب و مسالک کے بہت سے بزرگ علماء و مفسرین نے بھی (مثلاً شافعی عالم علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی تفسیر "در منثور" جلد ۶ صفحہ ۳۷۹ میں اور حنفی فقیہہ علی متقی الحنفی نے اپنی تصنیف "کنز العمال" جلد ۶ صفحہ ۴۰۳ میں، اور حنفی عالم علامہ عبدالرؤف المناوی نے اپنی تصنیف "کنوز الحقائق" صفحہ ۴ میں، اور شافعی عالم علامہ الکنجی نے اپنی تصنیف "کفایت الطالب" صفحہ ۱۱۸ میں اور شافعی عالم السید الشبلنجی نے اپنی تصنیف "نور الابصار" صفحہ ۷۸ میں) اپنی اپنی تصانیف میں اس آیۂ مبارکہ کی تفسیر میں ایسے مطالب بیان کئے ہیں!

نام کتاب : ـــــــ شیعہ فی القرآن (شیعہ قرآن کی روشنی میں)
نام مصنف : ـــــــ علامہ صادق المہدی تحسینی
نام مترجم : ـــــــ مولانا مظفر سلطان ترابی اعظمی امام جمعہ و
خطیب مسجد جامع شیعہ مرادآباد ـ و لکچرر
گورنمنٹ انٹر کالج مرادآباد

سنہ اشاعت : ـــــــ ۱۹۹۶ء
ناشر : ـــــــ اہل البیت پبلکیشنز مغلپورہ اول مرادآباد یوپی
تعداد اشاعت : ـــــــ ایک ہزار (۱۰۰۰)
قیمت : ـــــــ پندرہ روپے -/Rs. 15
کتابت : ـــــــ شفقت صدیقی، مرادآبادی
طباعت : ـــــــ فینسی پریس چوراہہ اصالت پورہ، مرادآباد

ملنے کے پتے

۱۔ اہل البیت پبلکیشنز مغل پورہ اول مرادآباد
۲۔ مولانا مظفر سلطان ترابی اعظمی صاحب قبلہ لکچرر گورنمنٹ کالج مرادآباد
۳۔ مولانا منتظر عارفی مظفر نگری صاحب۔ منیجر المنتظر بک ڈپو،
نوگانواں سادات ضلع مرادآباد۔